مسلک صوفیہ اور حج



مؤلف

صوفی سعید مظہر اشرفی

موضع شمبھوپٹی، پوسٹ بواریا، بھایا۔ بھگوان پور، تھانہ مہوا

ضلع۔ ویشالی بہار الھند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب کا نام

مسلک صوفیہ اور حج

مؤلف

صوفی سعید مظہر اشرفی

عقیدت ڈاکٹر محمد انور الحق اشرفی شاہ فصاحت کا میدان، پٹنہ سیٹی، بہار

ملنے کا پتہ

جناب سید صابر علی چشتی، ٹاٹا ہاؤس، متصل امام باڑہ اجمیر شریف

خانقاہ مجتبٰیہ اشرفیہ شمبھو پٹی، ڈاکخانہ بواریا

ضلع ویشالی، بہار (الہند)

۳۷۔حضرت ابوسعید ابوالخیر رحمت اللہ علیہ

۳۸۔حضرت محبوب الٰہی نظام الدین رحمت اللہ علیہ

۳۹۔حضرت محبوب الٰہی نظام الدین رحمت اللہ علیہ

۴۰۔حضرت شرف الدین یحییٰ منیری رحمت اللہ علیہ

۴۱۔حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمت اللہ علیہ

۴۲۔حضرت سید شہاب الدین سہروردی رحمت اللہ علیہ

۴۳۔حضرت محبوب الٰہی نظام الدین رحمت اللہ علیہ

۴۴۔حضرت شیخ جمال الدین رحمت اللہ علیہ

۴۵۔حضرت شیخ حسام الدین رحمت اللہ علیہ

۴۶۔حضرت شیخ نور الحق رحمت اللہ علیہ

۴۷۔حضرت علی بن حسام رحمت اللہ علیہ

۴۸۔حضرت شیخ مظفر رحمت اللہ علیہ

۴۹۔حضرت شجاع کرمانی رحمت اللہ علیہ

۵۰۔حضرت ابوحامدنی رحمت اللہ علیہ

۵۱۔حضرت محمد بن فضیل رحمت اللہ علیہ

۵۲۔حضرت مخدوم اشرف جہانگیر رحمت اللہ علیہ

۵۳۔حضرت اشرفی میاں رحمت اللہ علیہ

نگاہ اول:۔ کتاب مسلکِ صوفیہ اور حج اولیاء کاملین کی مقدس زریں اقبال افعال واحوال میں ایسا نمایاں تغیر نظر ہے کہ علماء ظاہر دنگ ہو کر رہ جاتے ہیں اور یہ باتیں ان کی سمجھ سے باہر ہوتی ہے۔ اپنے مقام کی رو سے کتابوں کو الٹ پلٹ کر دیکھتے ہیں اور ان باتوں کا کہیں نشان نہیں پاتے تو حیران ہو کر انکار کر بیٹھتے ہیں۔ سلطان المحققین حضرت شرف الدین یحیٰ منیری رحمت اللہ علیہ مکتوبات صدی میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس عالم میں سب سے پہلے صوفی حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اگر تصوف کی ابتداء پر غور کرو گے تو اس کو حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے ہی پاؤ گے۔

ان کو حق تعالیٰ نے خاک سے پیدا کیا پھر اجتباء اور اصطفاء کے مقام پر پہنچایا۔ خلافت عطا ہوئی۔ پھر صوفی بنایا۔ چنانچہ صوفی ماضی اول حضرت آدم علیہ اسلام کی اس خلوت در انجمن کے لئے خانہ کعبہ کی بنیاد پڑی۔ یعنی دنیا میں پہلی خانقاہ کعبہ مکرم ہے۔ اس سے پہلے خانقاہ کا وجود نہ تھا۔ خرقہ اور خانقاہ اصل حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے ہی قائم ہوئی۔ اسی بنا پر حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام نے بیت المقدس کو خانقاہ بنایا، اور ملکوں میں بھی خانقاہیں بنائی گئیں جن مین عبادتین کی جاتی اور اسرار الٰہی کا بیان ہوا کرتا۔ پھر جب دور مبارک حضرت سیدنا ونبینا سلطان الاولیاء وانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا آ پہنچا، حضور نے مکمل اسی طرح اختیار کیا۔ (ملت ابیکم ابراہیم)۔ تمہارے باپ ابراہیم کا یہی طریقہ رہا اور ان کی روش بھی یہی رہی اور اسی خانقاہ کعبہ کا قصد کیا۔ علاوہ اس کے خود مسجد نبوی میں ایک گوشہ معین کر دیا۔ (اصحاب صفہ)۔ اصحاب میں وہ گروہ جو سالکان راہ طریقت بعنوان خاص تھے ان سے وہیں راز کی باتیں ہوا کرتیں۔ ان حضرات کو خاص خاص اوقات میں وہاں بیٹھاتے اور اسرار الٰہی کی باتیں کرتے۔ ایسی ایسی باتیں ہوا کرتی تھیں کہ بڑے بڑے فصحائے عرب اور عام صحابہ اس کے مغز تک پہنچ نہیں سکتے

تھے۔اس خاص جماعت صوفیہ کے لوگ قریب قریب ستر اشخاص تھے۔حضرت مہتر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی معمول تھا کہ جب کسی صحابہ کی عزت وتکریم فرماتے تو ان کو ردائے مبارک اپنا پیرہن شریف عنایت فرماتے۔صحابہ میں وہ شخص صوفی سمجھا جاتا تھا۔بزرگوں کا قول ہے کہ جب سالک کو بارہ چیزوں کا علم ہوتا ہے تو اس راہ کے لائق سمجھا جاتا ہے۔علم توحید،علم معاملت،علم معرفت،علم حالت،علم مکاشفت،علم مشاہدت،علم خطاب،علم سماع،علم وجد،علم معرفت روح،علم معرفت نفس،علم معرفت۔پھر اس علوم کے اصول وفروع کی واقفیت بھی ضروری ہے۔تم بزرگان دین کو کیا سمجھتے ہو۔اپنی دستارِ فضیلت تہ کرکے رکھو۔وہ اصحاب صاحب علم شریعت صاحب علم طریقت صاحب علم حقیقت ہوتے ہیں۔اور اس وقت بھی موجود ہیں اور آئندہ بھی ہونگے۔ان بزرگوں کی ہجرت کا حال سن کر تمہیں تعجب ہوگا۔ان کے نزدیک سالک کو ایسی دھن بندھی رہنی چاہیئے کہ اگر دنیا مع تمامی نعمتوں کے اور عقبیٰ مع جنت کے اس کو دی جائے اور طرح طرح کی بلائیں ان پر برسائی جائیں تو وہ دنیا مع تمامی نعمتوں کے کفار کو دیدے اور عقبیٰ مع جنت کے مومنوں کے حوالے کر دے اور بلا ومحبت کو شوق دل سے قبول کر لے اس کی توبہ کا یہ حال کہ دنیا بھر تو حرام سے توبہ کرتے ہیں تاکہ عذاب دوزخ سے بچیں۔مگر وہ حال سے توبہ کرتے ہیں تاکہ بہشت سے محفوظ رہیں۔ارادت کا یہ رنگ ہے کہ سارا جہاں تو راحت ونعمت چاہتا ہے مگر وہ اللہ ہی کو چاہتا ہے اور اسی کے دیدار کا طالب۔دنیا میں اگرچہ بظاہر دنیا میں معلوم ہوتا ہے مگر دل حضرت قدس وطہارت میں ہوتا ہے۔یہاں رہ کر وہاں کا باشندہ ہوتا ہے یعنی منزل مقصود طے ہو جاتی ہے مشاہدہ جمال یار حاصل ہو جاتا ہے۔یہ نعمت پیر کے طفیل میں ملتی ہے جو شخص کسی صاحب ولایت کی پناہ میں آجاتا ہے وہ ان منزلوں کو آسانی سے طے کر لیتا ہے مگر واضح رہے کہ یہ دولت ہر شخص کو میسر نہیں ہوتی۔ایک عزیز کا

قول سنو کہ وجود صحرہ و کعبہ سے پہلے محبان ازلی کا قبلہ بارگاہ حضرت لم یزل تھا۔ اور جو لوگ احاطئے قدس کے رہنے والے تھےاور فضائے اُنس کے باشندے تھے، ان مشتاقوں کا قبلہ بھی وہی تھا۔ جو حیّ و قیوم لایزل ہے۔ اس فنا کی جگہ اور رنج و غم کے محل میں صحرہ و کعبہ کو قبلہ بنایا گیا صرف تسکین و تسلی کے لئے تا کہ طالبان و سالکان راہ کے دل مطمئن رہیں۔ سنو سنو! ایک بزرگ جو کبھی کبھی دائیں بائیں مڑ کر نہ دیکھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ وہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے تو انہیں کسی نے آواز دی اور پکارا انہوں نے مڑ کر دیکھا کہ کون پکار رہا ہے۔ تو اچانک فضاء سے آواز آئی کہ جو ہمارے علاوہ کسی اور کی طرف توجہ کرے وہ ہمارا نہیں۔ اے عزیز اگر ہزار برس میں بھی اس راستے پر چلتے رہو پھر تمہارے دل میں یہ خیال آئے کہ ہماری دعاء قبول ہونی چاہیئے تو یقین کر لو کہ تم جاہ پرست ہو اور راہ حق کے طالب نہیں ہو۔ جو لوگ خدا کی عبادت و اطاعت میں تونگر اور غنی نظر آتے ہیں وہ اپنی ذات کو ہر وقت مفلس و محتاج ہی سمجھتے ہیں۔ اگر تو فی الواقع طالب ہے تو ان لوگوں کا طریقہ اختیار کر جن کو اصحاب صفہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ وہی حقیقت دوست اور طلب گار تھے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کسی کو راہ حق میں اتنی مصیبتوں کا سامنا نہیں کرنا پڑا جتنا کہ مجھے مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آگ میں چلا جانا۔ زکریا علیہ السلام کا پارہ پارہ ہو جانا یہ اتنی مصیبتیں نہیں جتنی ہمارے اوپر ڈالی گئی، ہمیں اہل زمین و آسمان سے مقدم رکھا گیا اور بنی آدم کے گناہوں کو ہماری شفاعت کے ذیل سے وابستہ کر دیا گیا۔ بے راہوں کو ہماری راہ اختیار کرنی چاہیئے، مجرموں کو ہماری طرح عذر کرنی چاہیئے اور کاہل اور سست لوگوں کو ہماری طرح کام کرنا چاہیئے۔ میرے پروردگار نے مجھے کبھی تو قاب قوسین اور او ادنیٰ کی مسند پر بیٹھایا اور کبھی ابوجہل جیسے ظالم و جابر کے پاس بھیج دیا۔ اور کبھی مجھ کو شاہد اور مبشر کے لقب سے ملقب کیا اور کبھی لوگوں نے

مجھے پاگل اور ساحر کہا۔ کبھی جبرئیل امین کو میرا رکابدار اور ساتھی بنایا اور کبھی بغیر اجازت نامہ کے مکہ معظمہ میں داخل نہ ہونے دیا۔ کبھی ملکوت کے خزائین میرے حجرے میں لائے گئے اور کبھی ایک جو کے خاطر ابوشحمہ کے در پر بھیجتے ہیں کبھی میرے غلاموں سے خیبر سے مفتوح کرواتے ہیں اور کبھی ظالموں کے ہاتھوں سے پتھر سے دندان مبارک شہید کرواتے ہیں یہ سب کچھ اس لئے کرواتے ہیں تا کہ اہل دنیا یقین کر لیں ہمارا راستہ پُر خانہ راستہ ہے جس پر چلنے کا نام تک نہ لے۔ اس راستہ کو عام راستوں کی طرح عبور طے نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت رابعہ بصریہ سے لوگوں نے پوچھا کہ کیا آپ شیطان کو دشمن سمجھتی ہیں۔ فرمایا نہیں۔ لوگوں نے پوچھا کیوں؟ میں دوست کے خیال میں اتنی مشغول ہوں کہ مجھے دشمن کی خبر نہیں۔ ان تمام صدیوں کے اولیاء کرام کا مسلک و مشرب بعینہ وہی تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام، ائمہ اہل بیت تابعین و تبع تابعین کا تھا۔ یعنی عبادات و ریاضات و مجاہدات اور توجہ شیخ نے طالبان حق کا تزکیہ نفس کر کے ان کی روحانی طاقت میں اضافہ کرنا اور قوت پرواز کے ذریعے قرب وصال حق حاصل کرنا بدقسمتی سے یہی دو چیز ہے جسے علماء ظواہر نے کھو کر ا سا ے صرف ظاہری ڈھانچہ پر اکتفا کر لیا ہے اور جن سے اسلام کو ضعف و زوال لاحق ہو ے۔ کا آج مشاہدہ کر رہے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ علماء ظاہر نے بڑی کاوش اور شد و مد سے اسلام کی ظاہری تعلیمات کو ترویج دی ہے اور اسوۃ حسنہ پر کافی حد تک عمل پیرا ہونے کے لئے جدوجہد کی ہے۔ لیکن انہوں نے بدسمتی سے اُسوۃ حسنہ کے ظاہری پہلو کو مدنظر رکھا ہے۔ لیکن باطنی پہلو کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔ وہ یہ بھول گئے کہ اتباع ء

نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی دو قسمیں ہیں ۔ ایک اتباع معنوی یا اتباع باطنی ، دوسرا اتباع صوری یا ظاہری ۔ اتباعؑ ظاہری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح زندگی بسر کرنا ۔ یعنی عبادت کرنا ، جہاد کرنا ، غرضیکہ تمام افعال واقوال میں آپ کی پیروی کرنا لیکن اتباع معنوی یا باطنی کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعلیٰ کے ساتھ جو عشق و محبت ذوق شوق قرب و معرفت حضوری اور وصال حاصل تھا اسے حسب استعداد حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے ۔

خاک پاءِ اشرف الاولیاء

صوفی سعید مظہر اشرفی

شمبھوپٹی

حاجی پور ، ویشالی ، بہار ۔

۷۸۶

وللہِ علی الناسِ حج البیتِ من الستطاعَ الیہِ سبیلاً ہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے لئے لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض ہے جو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہیں۔ فرائض اسلام میں سے ایک مستقل فرض ہے۔ بیت اللہ کا حج ہے جو بندے پر عقل و بلوغ اور اسلام کے بعد صحت کی حالت میں ہوتا ہے۔ حج کے ارکان، میقات سے احرام باندھنا، منیٰ عرفات و مزدلفہ میں ٹھہرنا، اور خانہ کعبہ کی زیارتو طواف وغیرہ اس پر اجماع ہے اور بغیر احرام کے حدود حرم میں داخل نہ ہونا چاہیئے۔ حرم کو اس لئے حرم کہا جاتا ہے کہ یہ مقام حضرت ابراہیم علیہ السلام ہے اور امن و حرمت کی جگہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ اسلام کے دو مقام ہیں۔ ایک مقام کے جسم اقدس کا دوسرا مقام آپ کے قلب انور کا، جسم کا مقام مکہ مکرم ہے اور دل کا مقام خلت ہے، لہٰذا جو شخص آپ کے جسم کے مقام کی ارادہ کرے اس پر لازم ہے کہ وہ تمام لذتوں اور شہوتوں سے منہ موڑ لے۔ اور وہ محرم ہو یعنی ان چیزوں کو اپنے اوپر حرام کئے ہوئے ہو جن کو شریعت نے بیان کیا ہے۔ جسم پر کفن پہنے حلال شکار سے ہاتھ کھینچے جو اس کے تمام دروازوں کو بند کر لے اور جب بندہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل کے مقام، خلت و دوستی کا ارادہ کر لے اس پر لازم ہے کہ تمام لذتوں اور غیبتوں سے منہ موڑ کر تمام راحتوں کو چھوڑ دیں۔ اغیار کے ذکر سے کنارہ کش ہو جائیں کیونکہ دنیا کی طرف التفات کرنا خطرناک ہے۔ پھر معرفت کے عرفات میں ٹھہرے اور وہاں سے محبت کے مزدلفہ میں آئے اور وہاں سے حق سبحانہ کے حرم کے طواف کے لئے سر کو بھیجے۔ اور حرص و

خواہشات اور دل کے فاسد ارادوں کو سنگریزوں کی طرح امن و سلامتی کی منیٰ میں پھینکے اور نفس کو مجاہد کے مقام اس کی تسخیر گاہ میں قربانی کریں تا کہ مقام خلت حاصل ہو۔ لہذا مکہ مکرمہ میں داخل ہونا گویا دشمن اور اس کی تلوار کی زد سے جائے امن و امان میں آجانا ہے اور اس مقام خلت میں داخل ہونا گویا قطعیت اور اس کے متعلقات سے مامون و محفوظ رہنا ہے۔ حضور صلی علیہ وسلم کا ارشاد ہے، الحاج وفد اللہ یعطیھم ما ساءلوا ویستجیب لھم ما دعوا، ''حج کرنے والے خدا کے قاصد ہیں وہ جو مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں عطا فرماتا ہے اور جو دعا کرتے ہیں اللہ تعلیٰ اسے قبول فرماتا ہے۔ لیکن جو مقام خلت کا طالب ہوتا ہے وہ صرف پناہ چاہتا ہے نہ کچھ مانگتا ہے نہ کوئی دعا کرتا ہے بلکہ حلتِ تسلیم و رضا پر قائم رہتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا۔ واذ قال ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین جب خدا نے ان سے فرمایا کہ سر جھکاؤ تو عرض کیا میں نے یا رب العالمین کے حضور میں سر تسلیم خم کر دیا۔''

ایک شخص حضرت جنید بغدادی رحمت اللہ علیہ کے پاس آیا، آپ نے اس سے پوچھا کہاں سے آئے ہو۔ اس نے کہا حج کر کے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا حج کر لیا؟ اس نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا جب تم اپنے مکان سے چلے وطن سے کوچ کیا اس وقت کیا تم نے اپنے گناہوں سے بھی کوچ کر لیا تھا۔ اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا پھر تم نے کوچ ہی نہیں کیا۔ آپ پھر فرماتے ہیں جب تم گھر سے چلے ہر منزل میں رات کو قیام کیا۔ کیا تو نے راہ حق کا قیام بھی طے کیا؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا تم نے کوئی منزل ہی طے نہیں کی۔ پھر آپ نے فرمایا جب تم نے میقات سے احرام باندھا تو کیا تم بشری صفات سے جدا ہو گئے تھے؟ جیسے کہ تم کپڑوں سے جدا ہو گئے تھے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ فرماتے ہیں تم محرم بھی نہ ہوئے۔ پھر آپ فرماتے ہیں جیسا تم نے عرفات میں وقوف کیا تھا تو

کیا مجاہدہ کے کشف میں بھی وقوف کیا تھا؟ اس نے کہا نہیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں تمہیں عرفات کا وقوف بھی میسر نہ آیا۔ پھر فرمایا تم مزدلفہ میں اترے تھے اور تمہاری مراد برآئی تھی تو کیا تو نے تمام نفسانی خواہشات کو چھوڑ دیا تھا؟ اس نے کہا نہیں۔ پھر فرماتے ہیں بس تو نے مزدلفہ کا نزول بھی حاصل نہ ہوا۔ پھر آپ فرماتے ہیں جب تو نے خانہ کعبہ کا طواف کیا تھا تو کیا تم نے اپنے سر کی آنکھوں سے مقام تنزیہہ میں حق تعالی کے جمال کے لطائف کو بھی دیکھا تھا؟ اس نے کہا نہیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں بس تمہیں طواف بھی حاصل نہ ہوا۔ پھر آپ فرماتے ہیں جب تم نے صفا و مروہ کے درمیان سعی کی تھی تو صفا کے مقام اور مروہ کے درجہ کا ادراک کیا تھا؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ فرماتے ہیں ابھی تمہیں سعی بھی نصیب نہ ہوئی۔ پھر آپ فرماتے ہیں جب تم منیٰ میں آئے تھے تو کیا تمہاری ہستیاں تم سے جدا ہو گئی تھیں؟ اس نے کہا نہیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں ابھی منیٰ بھی نہیں پہنچے۔ پھر فرماتے ہیں جب تم نے قربانی گاہ میں قربانی کی تھی۔ اس وقت نفسانی خواہشات کی بھی قربانی کی تھی؟ اس نے کہا نہیں۔ پھر فرماتے ہیں بس تمہاری قربانی بھی نہ ہوئی۔ پھر فرماتے ہیں جب تم نے جمرات پر سنگ ریزے پھینکے تھے اس وقت تمہارے ساتھ جو نفسانی تمنائیں تھیں کیا ان سب کو بھی پھینک دیا تھا؟ اس نے کہا نہیں۔ پھر فرماتے ہیں تم نے سنگ ریزے بھی نہیں پھینکے اور حج بھی نہیں کیا پھر جاؤ ان صفات کے ساتھ حج کرو۔ تاکہ مقام ابراہیم علیہ السلام تک رسائی ہو۔ پھر فرماتے ہیں تم نے سنا ہے کہ ایک بزرگ خانہ کعبہ کے سامنے رو رہے تھے اور یہ اشعار ورد فرما رہے تھے۔

واصبحت یوم النحر والعیر ترحل

وکان حدی الحادی ینادی ومعجل

قربانی کے دن میں نے صبح کی جب کہ سفید اونٹ کوچ کر رہے تھے اور حدی

وانا سائل عن سلمیٰ فھل من مخبر

بان لہ علما بھا این تنزل

اور اس سلمیٰ کے متعلق دریافت کر رہا تھا کہ کوئی خبر دینے والا ہے جسے معلوم ہو کہ کہاں پر اترتا ہے۔

لقد افسدت حجی ونسکی وعمرتی

وفی البین لی شغل عن الحج مشغل

یقیناً میرا حج اور میری قربانی اور عمرہ برباد ہو گئے چونکہ میرے لئے جدائی میں رکاوٹ ہے جو حج سے مجھے روکے ہوئے ہے۔

سارجع من عام لحجتہ قابل

فان الذی قد کان لاتقبل

آئندہ سال دوبارہ حج کے لئے آؤں گا۔ کیونکہ اس کی حقیقت تو یہ ہے کہ نا مقبول ہوا۔ حضرت فضیل بن عیاض رحمت اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، میں نے موقف میں ایک جوان کو سر جھکاتے کھڑا دیکھا۔ تمام لوگ تو دعائیں مانگ رہے تھے مگر وہ خاموش کھڑا تھا۔ میں نے اس سے کہا اے نوجوان تم دعاء کیوں نہیں منگتے ہو اور اظہار مسرت کیوں نہیں کرتے ہو! اس نے کہا وحشت ہو رہی ہے کہ جو وقت میں رکھتا تھا وہ وقت ضائع ہو گیا ہے۔ اب میرا منہ دعاء مانگنے کے قابل نہیں ہے میں نے اس سے کہا کہ تمہیں دعا مانگنی چاہیئے تھی ممکن ہے کہ حق تعالیٰ نے ان لوگوں کے مجمع کے طفیل تمہاری ساری

مرادیں عطا فرمادے۔اس نوجوان نے ارادہ کیا کہ ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگے مگر اس کے منہ سے ایک چیخ نکلی اور وہ گر پڑا اور اس کی روح پرواز کر گئی۔انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت ذون النون مصری رحمت اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک نوجوان کو منیٰ میں بیٹھے دیکھا۔سب لوگ تو اپنی اپنی قربانیوں میں مشغول تھے مگر میں اس فکر میں تھا کہ وہ کون ہے اور کیا کرتا ہے۔یہاں تک کہ اس نے کہا کہ اے خدا تمام لوگ تو جانوروں کی قربانی دے رہے ہیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ میں اپنے نفس کی قربانی تیرے حضور میں پیش کروں اور تو اسے قبول کر لے۔یہ کہ کر نوجوان نے اپنے انگشتِ شہادت کا اشارہ کر کے اپنے حلقوم پر کیا اور گر پڑا۔جیسے ہی میں نے قریب جا کر دیکھا تو وہ فوت ہو چکا تھا۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۷۸۶

طواف کعبہ سمجھ میں آئے کب
داستانِ حرم سنائے کب

صد کتابوں کا بوجھ ہے سر پہ
رازِ مخفی کوئی بتائے کب

طواف کعبہ تو ہر کوئی کرتا
طواف دل کا کوئی کرائے کب

تیرے جلوے [illegible] بکھرے ہیں
نحن اقرب سمجھ میں آئے کب

فی انفسکم صدائیں آتی ہیں
بات میری سمجھ میں آئے کب

رب [illegible] ارنی دی صدا ہم نے
لن ترانی سمجھ میں آئے کب

سوئی ناقہ سے نور چھن نکلا
موسیٰ غش کھائے ہوش آئے کب

ترک دنیا کرے ہو کیوں مظہر
ان کی الفت میں دل پھنسائے کب

التجا

تیری الفت میں مروں ایسی وفا دے یا رب
جام شہدائے شہادت کا پلا دے یارب
دل کی دھڑکن تو ہمہ وقت یہی کہتی ہے
ایک قطرے کو سمندر سے لگا دے یارب
اپنی الفت سے میرے قلب کو زخمی کردے
زخم دل اور بھی ناسور بنادے یا رب
جانِ جاناں کی محبت میں ملے کچھ خیرات
دل کی دنیا کو میرے خوب ضیا دے یا رب
ذرہ خاک کو مل جائے بقا کا تحفہ
پائے محبوب کے ذروں سے ملادے یارب
تیری چوکٹ پہ جبیں اشک ہو آنکھوں سے رواں
میرے سجدوں کو شہادت کا مزہ دے یارب
جسم کو ذوق اور روح کو روشن کردے
اپنی الفت میں سبھی نقش مٹادے یا رب
اپنے بندوں سے سدا تو نے محبت کی ہے
پار کشتی کو میری اب تو لگادے یارب
تیرا بندہ ہوں گناہوں سے نہیں دور کبھی

اپنی رحمت کے دریچے میں چھپادے، یارب
خدمت خلق کروں ایسی زباں میں دے اثر
ایک ٹھوکر سے ہی مردے کو جلا دے یارب
نیک بندوں کے وصیلے سے ملے جام طہور
اپنے مظہر کو وہی جام پلادے یا رب

صوفی سعید مظہر اشرفی

۸۶ ے

اھل علم اھلِ قلم لکھتا ہے کیا۔ صد کتابوں میں رہے الجھا ہے کیا۔

کھینچ کر افلاک پہ اور اک کو پھر سمجھ لیگا تیرا رتبہ ہے کا۔

لطف وحدت سے دل مزین کر شرک بدعت میں تو پھنسا ہے کیا۔

لب تو کرتا رہا خدا کا ذکر دل غافل تجھے ہوا ہے کیا۔

نفس غالب ہے دل پندار پہ قرب حق کا تجھے پتہ ہے کیا۔

روح زندہ ہے بعد مدفن بھی مردہ تن قبر میں پڑا ہے کیا۔

ایک قطرہ گیا جو دریا میں اس کے بارے میں سوچتا ہے کیا۔

ہستی مظہر بتا رہی ہے تیری ان کے قدموں میں سر رکھا ہے کیا۔

حضرت یحیٰ معاذ الرزی رحمت اللہ علیہ کے ایک بھائی تھے۔ وہ مکہ معظمہ میں جا کر وہاں کے مجاور ہو گئے تھے۔ انہوں نے حضرت یحیٰ معاذ الرزی رحمت اللہ علیہ کو ایک خط لکھا کہ مجھ کو تین چیزوں کی آرزوؤں میں سے ایک یہ ہے کہ میں آخر عمر تک ایک مبارک جگہ میں رہوں۔ چنانچہ اب میں خانہ کعبہ میں پہنچ گیا ہوں کہ سب سے بڑھ کر مبارک جگہ ہے اور یہ آرزو پوری ہوئی۔ اور دوسری آرزو یہ تھی کہ ایک خادم ہووے تا کہ میری خدمت کرے اور میرے وضو کے واسطے پانی تیار کر دیوے۔ وہ سب خدائے تعلیٰ نے پوری کر دی اور ایک لونڈی شائستہ مجھ کو عطا کی۔ تیسری آرزو یہ ہے کہ موت سے پہلے آپ کو دیکھیں تو امید ہے کہ حق تعلیٰ پوری کریگا۔ حضرت یحیٰ معاذ رحمت اللہ علیہ نے جواب لکھا کہ وہ جو آپ نے لکھا ہے کہ میں بہترین جگہ کی آرزو رکھتا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ خود بہترین مخلوق ہواور پھر اس جگہ رہنے کی خواہش ہو رہنے۔ یاد رکھئے کہ ہر جگہ بزرگوں کی آمد خیر سے عزیز بنا کرتی ہے نہ مرد جگہ سے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ مجھے ایک خادم کی آرزو تھی وہ بھی پوری ہوگئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر آپ کو مروت اور جوان مردی ہوتی تو آپ حق تعلیٰ کے خادم کو آپ اپنا خادم نہیں بناتے اور حق تعلیٰ کی خدمت سے اس کو باز رکھتے اور اپنی خدمت میں مشغول نہ کرتے۔ آپ کو تو خادم بننا چاہئے نہ کہ آپ مخدومی کی آرزو کرتے ہیں یاد رکھئے کہ مخدومی حق تعلیٰ کی صفات سے ہے اور خادمی بندے کے صفات سے پس بندے کو بندہ ہی رہنا چاہئے۔ اور جب کہ بندہ حق تعلیٰ کے صفات کی آرزو کرے ایسا جاننا چاہئے کہ فرعونی کرتا ہے اور دوسرے وہ آپ نے لکھا ہے کہ مجھ کو تیرے دیدار کی آرزو ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خدائے تعلیٰ سے غافل ہیں۔ اگر آپ خدائے تعلیٰ سے با خبر ہوتے تو میں آپ کو ہرگز یاد نہ آتا۔ آپ کو لازم ہے کہ حق تعلیٰ کے ساتھ اس طرح صحبت رکھو کہ کبھی آپ کو بھائی کی یاد نہ آوے کہ وہاں فرزند کی قربانی کرنا چاہئے بھائی کا کیا ذکر ہے اور بھائی بیچارہ کس شمار میں ہے کون ہے اور اگر آپ نے اس کو (خدا) پالیا تو پھر مجھے کیا کرینگے اور اگر اس کو نہ پایا تو مجھ سے آپ کو کیا فائدہ ہوگا۔

سلطان المحققین حضرت مخدوم جہاں شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں اے بھائی ہمارے اور تمہارے عمل کا حال تو معلوم ہی ہے کہ کیسے ہیں۔ جہاں تک ہو سکے نیت اور ارادہ کو درست کرو کیوں کہ مومن کا عمل ایک ہی ہو سکتا ہے دو نہیں ہو سکتا۔ مثلاً اگر کسی کی ماں زندہ ہے اور وہ حج کو چلا جائے تو ماں کی رضا و خدمت ترک ہوئی اور اگر ماں کی رضا و خوشنوری کے سبب حج کو نہیں گیا اور حج نہیں کر سکا۔ دو فرض میں ایک ہی فرض انجام دے گا اور اسی طرح دوسرے اعمال ہیں۔ لیکن اس کی نیت تمام نیکیوں اور طاعتوں کے بجا آوری تک پہنچی ہوئی ہے۔ مومن کے عمل کا ثواب محدود ہوتا ہے کیوں کہ اس کا عمل ہی محدود ہوتا ہے۔ اور مومن کی نیت کا ثواب بیحد و بے پایاں ہے کیوں کہ طاعات و خیرات میں نیت کی کوئی حد و انتہا ہی نہیں۔ نیعته للمؤمن خیر من عمله مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے کا مطلب ہی ہے۔ اگر کسی کام کے کرنے کی نیت کی اور اس کا ارادہ کیا لیکن معذوری کے سبب وہ اس عمل کو نہ کر سکا جیسے بیماری کی وجہ سے حج نہ کر سکا اور ضعیفی اور ناتوانی کے باعث جہاد میں شریک نہ ہو سکا۔ مفلسی نے صدقہ و خیرات کا موقع نہ دیا۔ اس پر بھی یقیناً اجر و ثواب میں وہ اس شخص کے برابر ہے جس نے یہ سب کام کئے ہیں حدیث شریف میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار غزوہ تبوک میں تشریف لے گئے مسلمانان ساتھ میں تھے۔ اس غزوہ تبوک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محنت و مشقت اور شدت و سختی بہت اٹھانی پڑی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا یہ سچ ہے اور درست ہے کہ مدینہ میں کچھ لوگ ایسے رہ گئے ہیں۔ کوئی ایسی وادی نہیں جس سے ہم لوگوں کا گزر نہیں ہوا ہو اور کوئی ایسا خرچ نہیں جو ہم نے نہیں کیا ہے اور کوئی ایسی تکلیف و مشقت نہیں جو اس راہ خدا میں ہم لوگوں نے نہ اٹھائی ہے۔ وہ لوگ جو تمہارے ساتھ نہ آ سکے وہ سب ہمارے تمام ان

کاموں میں برابر شریک ہیں۔ صحابہ رضوان اللہ جو ساتھ میں تھے انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کیسے ہوسکتا ہے اس لئے کے وہ لوگ تو مدینہ میں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاحبسھم العزر نشہ کونا بحسن النیتہ ان کوان کے عزیز نے روک دیا ہے یعنی وہ معذوروں کے سبب نہ آ سکے تو وہ سب ہم لوگوں کے ساتھ برابرا کے شریک ہیں۔ اپنے حسن نیت کے سبب اسی سے ثابت ہے کہ عمل کا تعلق دل سے ہے گل (مٹی) سے نہیں۔ دل اور گل میں ہزاروں ہزار کوسوں کی دوری ہے۔ اسی سے جاننا چاہیئے کہ نیت کا محل دل ہے گل نہیں ہاں یہاں ہوشیار وخبر دار رہنے کی ضرورت ہے کہیں ایسا نہ کہ غفلت میں راہ ماری جائے۔

از درِ جسم تا بکعبہ ءدل عاشقان ءہزار ایک منزل
اندریں رہ رفیق کن دل را توشہ کن صد ہزار منزل را

جسم کے دروازے سے دل کے کعبہ تک عاشقوں کے لئے ہزار کوس کی ایک منزل ہے اس راہ میں دل کو رفیق بنا کر لاکھوں منزل کا توشہ تیار کرلے۔ اے بھائی نیت کا علم نہایت ہی باریک ولطیف ہے۔ ہر آدمی کی پہنچ وہاں تک نہیں ہوسکتی۔ صاحبان دل جو کچھ کرتے ہیں اپنی نیت کے اندازے سے کرتے ہیں۔ اس لئے کہ ہر آدمی کی نیت اس کے ایمان کے اندازے سے ہوتی ہے۔ مقلد کی نیت اس کے تقلیدی ایمان کے اندازے سے اور دلیل والوں کی نیت اس استدلانی ایمان کے اندازے اور عارفوں کی نیت ان کے اپنے مشاہداتی ایمان کے اندازے سے ہوتی ہے۔ عجب معاملہ ہے جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زن فرزند کو مکہ میں چھوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کر لیتے ہیں۔ اور حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ماں کو نہیں چھوڑتے ہیں۔ اگر تم ان دونوں حضرت پر غور کرو تو دیکھو گے تو دونوں کی نیتیں جائز ودرست اور صحیح ہیں۔ بعض

اگلے بزرگ ایسے گذرے ہیں کہ جنہوں نے طاعت ترک کی ہیں۔ چونکہ انہیں اس طاعت کے کرنے کی نیت ہی نہیں ہوئی۔ چنانچہ کہتے ہیں ابن سیرین رحمت اللہ علیہ نے خواجہ حسن بصری کے جنازے پر نماز نہیں پڑھی۔ لوگوں نے حضرت سیرین رحمت اللہ علیہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے نیت ہی نہیں کی ہوئی۔ اس بارے میں بزرگان دین فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کا عمل نہ کرنا دوسروں کے کرانے سے ہوسکتا ہے کہ ثواب میں بہتر ہو۔ لوگوں کو کیا خبر مردان راہ کیوں نماز پڑھتے ہیں اور کیوں نہیں پڑھتے ہیں کیوں روزہ رکھتے ہیں اور کیوں روزہ نہیں رکھتے۔ کون جانے ان کے حج کرنے کی کیا وجہ ہوتی ہے اور حج نہ کرنے کی کیا وجہ ہوتی ہے۔ اہل رسم و عادت یہاں حیران و سرگرداں ہے۔ یقیناً رسم عادت دوسری چیز ہے اور انبیاء اولیا کی راہ دوسری ہے چنانچہ کہا ہے۔

کے اندشر دریں رہ اے خلیل　　　عنکبوئے بتلا ہم سیر پیل

اے دوستوں اس راہ انبیاء اولیا کب چل سکتے ہیں اس کی مثال تو یہ ہے کہ مکڑے کو بھی ہاتھی کے چلنے کا ذوق ہو گیا۔ اے بھائی آج ہر شخص باطل خیال پر بھروسہ کئے ہوئے ہے اور غلط گمان میں مبتلا ہے اگر دین اتنی آسانی سے حاصل ہوتا جیسا کہ لوگ خیال کرتے ہیں۔ انبیاء اولیا کے جگر پانی نہ ہوتے مردان خدا کے دل جل بھن کر کباب نہ بن جاتے۔ اے بھائی تمہیں مردان خدا کے دین کی کیا خبر؟ فی الحال رات دن اسی حسرت میں جلتے رہو۔ اگر تم سے ہو سکے تو خود کو ان کی جوتیوں کی خدمت میں لگادو۔ یہ خود بڑا کام ہے۔ من احب توما حشر معهم جو شخص جس گروہ سے محبت کرتا ہے قیامت میں اسی کے ساتھ اُٹھایا جائیگا۔ سبحان اللہ یہی کیا کچھ کم دولت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حق میں فرمایا۔ ''ومن خلقنا اُمته بهرون بالحق ہماری مخلوق میں ایک ایسی جماعت بھی ہے جو حق کی طرف ہدایت کرتی ہے۔ انبیاء کے جوتیوں کے سائیہ دولت میں پناہ لے لو

تا کہ خدا تک پہنچ جاؤ۔ پیروں کی جوتیوں کی خدمت کرتے رہو۔ کتاب مکتوبات صدی صفحہ ۴۷، ۴۸، ۴۹ حضرت غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر الحسنی والحسینی الجیلانی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں اپنی شہرت کے زمانے میں حج کے ارادے سے نکلے۔ جب بغداد کے قریب ایک موضع میں جس کا نام حلہ تھا پہنچے تو حکم دیا کہ یہاں کوئی ایسا گھر تلاش کرو جب سب سے زیادہ ٹوٹا اور اجڑا ہوا سا ہو ہم اس میں قیام کرینگے اگر چہ وہاں کے امیروں اور رئیسوں نے بڑے اچھے مکانات آپ کے سامنے قیام کرنے کے لئے پیش کئے گئے لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ تلاش بسیار کے بعد ایک ایسا مکان مل گیا جس میں ایک بڑھیا ایک بڑھا اور ایک بچی تھی۔ آپ نے بڑے میاں سے اجازت لے کر رات اس مکان میں گذاری اور وہ تمام نذرانے اور ہدایا جو نقد، جنس اور حیوانات کی صورت میں آپ کو پیش کئے گئے تھے۔ آپ نے یہ کہہ کر کے میں دستبردار ہوتا ہوں اور تمام کے تمام بڑے میاں کو دے دیجئے۔ حاضرین نے بھی آپ کی موافقت میں تمام مال و اسباب ان بڑے میاں کو دیدیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بوڑھے کو آپ کے مبارک قدموں کی برکت سے ایسی دولت عطا فرمائی کہ ان اطراف میں کسی کو نہ ملی۔

حضور سید بدیع الدین قطب المداری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ایک روز آپ کی زبان مبارک پر یہ رباعی تھی

اے قوم بہ حج رفتہ کجائید کجائید
معشوق ہمیں جاست بیائید بیائید
آنا نکہ طلب گار خدا شد خدا شد
حاجت بطلب نیست شمائید شمائید

ترجمہ:۔اے حج کرنے والے لوگو! کہاں ہو کہاں؟ آؤ آؤ! معشوق تو یہیں ہے جو لوگ خدا تعالیٰ کے طلبگار ہیں اس کی تلاش میں ہیں انہیں تلاش کی حاجت نہیں ہے اپنے وجود میں ہی اللہ پاک کا مشاہدہ کرو آپ نے فرمایا کہ کلمہ شریف کے لا سے تمام معلومات کے گرد و غبار صاف ہو جاتے ہیں۔
ایک روز حضور سید بدیع الدن قطب مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جلسے میں حضرت شرف الدین یحیٰی منیری رحمت اللہ علیہ کے مکتوبات پڑھے جا رہے تھے آخر جب اس مقام پر پہنچتے ہیں کہ عالم کی دو قسمیں ہیں۔ حضور سید مدار فرماتے ہیں کتاب بند کرو وحدت نقطہ سے زیادہ نہیں ہے۔
مدار اعظم ص ۶۲۔

کیا خوب کسی شخص نے کہا ہے۔

گفتم تجرم صاحب ایں خانہ کدام است

آہستہ بمن گفت کہ بیگانہ کدام است

ترجمہ:۔خانہ کعبہ جا کر میں نے پوچھا کہ اس کا مالک کون ہے؟ مجھے سرگوئی میں جواب ملا کہ یہاں بیگانہ کون ہے؟ (تاریخ مدار الاولیاء ص ۱۶۰)

ایک روز مخدومی شیخ ابوالفتح نے سید شاہ مدار رحمت اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اس دنیا کے کارخانہ کی حقیقت نہ معلوم ہوئی کہ عدم سے وجود میں آیا اور پھر وجود عدم میں چلا جائیگا۔ آخر اس سے کیا نتیجہ۔ حضور سید شاہ نے فرمایا ان اسرار حقیقت کی نقاب کشائی نہ کرو اپنے رب کی رضا میں راضی رہو۔

قلم بشکن سیاہی ریز کاغذ سوز دم در کش

حسن ایں قصہ عشق ست در دفتر نمی گنجد

ترجمہ:۔ قلم توڑ دو، سیاہی بہادو، کاغذ جلادو چپ سادھ لو۔ یہ عشق کا معاملہ ہے۔ معرض تحریر میں نہیں لایا جاسکتا۔

حضرت خواجہ خواجگان معین الدین والحق فرماتے ہیں میں نے مدت تک کعبہ کا طواف کیا۔ اب خانہ کعبہ میرا طواف کرتا ہے نیز فرماتے ہیں کہ حاجی کعبہ کے گرد بدنی طواف کرتے ہیں۔ عارف عرش اور حجاج عظمت کے گرد دلی طواف کرتے ہیں اور لقائے الٰہی چاہتے ہیں۔

کتاب اردو ترجمہ:۔ سیر الاولیا، صفحہ نمبر ۴۳

مصنف محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء

سرشار عشق الٰہی مخمور محبت حضرت ابوبکر شبلی رحمت اللہ علیہ جو حضرت جنید بغدادی رحمت اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب تم ہماری صحبت کے قابل ہوئے ہو اچھا بتاؤ اب تمہارے نزدیک تمہاری حیثیت کیا ہے؟ عرض کی خود کو دنیا بھر سے کمتر سمجھتا ہوں فرمایا ہاں اب تمہارا ایمان ٹھیک ہوا ہے اسی وقت نگاہ ڈالی دولت عرفان سے مالا مال کر دیا۔ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر شبلی رحمت اللہ علیہ ہاتھ میں آگ لئے ہوئے تیزی کے ساتھ چلے جا رہے تھے۔ لوگوں نے پوچھا شیخ کہاں جا رہے ہو؟ فرمایا جانا کہاں ہوں کعبہ کو آگ لگانے جا رہا ہوں تا کہ لوگ مکان چھوڑ کر مکیں کی طرف متوجہ ہوں۔ دوسرے روز دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں لکڑی ہے جو دونوں طرف سے جلی ہے پھر پوچھا یا شیخ آج کدھر کا ارادہ ہے؟ فرمایا آج بہشت اور دوزخ دونوں کو خاکستر بنانے کے لئے جا رہا ہوں کہ لوگ یا تو بہشت کے لئے اس کی عبادت کرتے ہیں یا دوزخ سے بچنے کے لئے اسے پوجتے ہیں۔ اس کے لئے اسے کوئی نہیں پوجتا۔ حالانکہ وہ خود بڑی دل ربا ذات ہے۔

حضرت خواجہ غریب نواز فرماتے ہیں کی جس روز خواجہ ابراہیم رحمت اللہ علیہ نے توبہ کی تو جس قدر آپ کے پاس وردے (غلام) تھے۔ اپنے سامنے سب کو آزاد کر دیا۔ اور حج کے لئے روانہ ہوئے،

اور پیادہ ہر قدم پر دو رکعت نماز ادا کرتے ہوئے چودہ سال کی مدت میں خانہ کعبہ پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ خانہ کعبہ اپنی جگہ پر نہیں ہے آپ کو حیرت ہوئی۔ غیب سے آواز آئی اے ابراہیم صبر کر کعبہ ایک بوڑھی عورت کی زیارت کے لئے گیا ہوا ہے ابھی آ جائیگا۔ جونہی خواجہ ابراہیم رحمت اللہ علیہ نے یہ بات سنی آپ پہلے کے نسبت زیادہ متحیر ہوئے اور کہا کی وہ بوڑھی عورت کون ہے؟ چنانچہ اسے دیکھنے کے لئے روانہ ہوئے کی دیکھوں تو سہی جب کے آپ جنگل میں پہنچے دیکھتے کیا ہیں کے رابعیہ بصریہ بیٹھی ہوئی ہیں اور کعبہ ان کے گرد طواف کر رہا ہے۔ خواجہ ابراہیم رحمت اللہ علیہ کے دل میں غیرت آئی چنانچہ انہوں نے رابعیہ بصریہ کو زور سے آواز دی کی تو نے کیا شور برپا کر رکھی ہے۔ حضرت رابعیہ بصریہ جواب دیا میں نے شور برپا نہیں کیا ہے بلکہ تو نے کیا ہے کی چودہ سال کے بعد تو خانہ کعبہ پہنچا ہے اور خانہ کعبہ کی دیدار نصیب نہیں ہوئی کیوں کہ تیری خواہش خانہ کعبہ کی زیارت کی تھی اور میری تمنا کے مالک کی تھی۔ پھر فرمایا کہ اے درویش وہ مردہ ہے کہ خدا تعلی کے سوا کسی چیز کو مدے نظر رکھے اور دنیا و آخرت میں مبتلا نہ ہو اور جو کچھ اس کے پاس ہے اس کی طرف نگاہ نہ کرے جب انسان اس مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے تو جو کچھ اس کے دوست کی ملکیت ہوتا ہے وہ اسی کی ہو جاتی ہے۔ کعبہ اس کے گرد طواف کرتا ہے اور اس کا دامن نہیں چھوڑتا ہے۔ اے درویش اسی مقام پر غور کر کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعلی کے بن گئے تو اللہ تعلی بھی آپ کا بن گیا اور درمیان میں کوئی چیز حائل نہ رہی تو آواز آئی کے کہو، لا الـلـه الـلـه محمد رسول الله جنہوں ہی کی یہ معاملہ جو کچھ آسمان سے لے کر زمین تک اور دنیا و آخرت میں ہے سب نے دیکھا تو فرشتے انسان اور جن وغیرہ سب نے اپنے آپ کو طفیل خیال کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑا اور عرض کی کے اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن ہمیں نہ چھوڑ دینا اور اپنی شفاعت سے نہ محروم رکھنا۔

کتاب انیس الارواح صفحہ نمبر ۲۸ ہندی

حضور سلطان الہند قطب الاولیاء وغریب نواز رحمت اللہ علیہ اپنی کتاب اسرار حقیقی میں فرماتے ہیں کے ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عمر رضی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں اے عمر یقین جانو کہ خانہ کعبہ انسان کا دل ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ قلب الانسان بیت الرحمن یعنی انسان کا دل دراصل خانہ کعبہ ہے۔ بلکہ فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ قبلتہ المومن عرش اللہ تعالی یعنی مومن کا دل عرش الٰہی ہے پس کعبہ دل کا حج کرنا چاہئے۔

طواف کعبہ دل کن اگر دلے واری
دے است کعبہ اعظم تو گل چہ نبداری
ز عرش و کرسی و لوح وقلم فروں باشد
دے خراب کہ اور نہ ہیچ نہ شاری
قلب از نورِ وحدت گشت پیدا
زاز ما دربدر باشد ہو یدا
نہ زاز بادونہ آتش آب خاگی
قلب زیست قدرت شرز پاکی
(لہٰذا دل کعبہ سے افضل ہے۔)
دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزاروں کعبہ یک دل بہتر است

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کعبہ دل کا حج کس طرح کرنا چاہئے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کا وجود بمنزلہ ایک چاردیواری کی ہے اگر اس چاردیوار میں سے شک و وہم غیر اللہ کا پردہ دور کر دیا جائے تو دل کے صحن میں خدا کی ذات کا جلوہ نظر آئے گا۔ حج کعبہ کا یہی مقصد ہے۔

دل کعبہ اعظم است بکن حالی از بیاں
بیت المقدس است ممکن جنائے دیگراں

نیز ایسا حقیقی حج کرنے سے یہ مقصود ہے کہ انسان اپنی خودہستی کو اس طرح مٹادے کہ ہستی کا ذرہ بھر بھی باقی نہ رہے حتی کہ ظاہر و باطن یکساں پاکیزہ ہو جائے اور دل صفات الٰہی سے متصف ہو جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ہستی کو فنا کیوں کر حاصل ہو سکتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ محبوب حقیقی یعنی خدا تعالیٰ پر عاشق ہونے سے جو شخص عاشق الٰہی ہو گیا وہ فنافی اللہ ہو گیا وہ ذات حق کا مظہر ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ دل کو خانہ کعبہ خدا اور عرش الٰہی کیوں قرار دیا ہے، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ ارشاد باری ہے۔ وفی انفسھم افلا تُبصرون یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ لوگوں! میں تمہارے اندر ہی ہوں پھر تم مجھے کیوں نہیں دیکھتے۔ اے عمر! رہنے کی جگہ کو گھر کہتے ہیں چونکہ خدا تعالیٰ دل میں رہتا ہے۔ لہٰذا خانہ خدا اور عرش الٰہی قرار دیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس خاک کے پتلے میں بولنے والا، سننے والا اور دیکھنے والا کون ہے

اور کیسا ہے؟ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہی (خدا) بولنے والا ہے۔ وہی سننے والا ہے اور وہی دیکھنے والا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ حضرت کعبہ دل کا حج کون ادا کرتا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خود ذاتِ خداوندی۔ یعنی جب بندگی نفس کا پردہ دور کر دیتا ہے اور عبد و معبود کے درمیان کوئی پردہ باقی نہیں رہتا تو وہ صفات الٰہی سے متصف ہو جاتا ہے اور اس کے دل میں ذات الٰہی کی سمائی ہو جاتی ہے۔ خداوند تعالیٰ کے بندے کے دل میں سما نا ہی کعبہ دل کا حج (حج حقیقی) ہے۔

حضرت عمر نے پھر سوال کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سب کچھ اسی ذاتِ مقدس کا ظہور ہے تو پھر یہ رہنمائی کس کو اور کیونکر ہے؟ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ خود ہی رہنما اور خود اپنی ہی رہنمائی کرتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر یہ گونا گوں نقش و نگار کیوں ہے؟ پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا کہ رہنمائی کی مثال سوداگری کی سی ہے کہ جس چیز کا کوئی گاہک ہو۔ سوداگر اس کو وہی چیز دیتا ہے۔ گیہوں کے خریدار کو جو ہرگز نہیں دئے جاتے اور نہیں جو کے خریدار کو گیہوں دئے جاتے ہیں۔ اے عمر! پیغمبروں کی مثال ایسی ہے جسے اطباء یعنی طبیب جس طرح مریض کی طبیعت اور مرض کے موافق دوا دیتا ہے اور اسی موافق طبع دوا کی اس مریض کو شفا حاصل ہوتی ہے اسی طرح پیغمبر بھی روحانی ایمانداروں کو ان کی باطنی استعداد اور روحانی مرض کے موافق دوائے معرفت عطا کرتے ہیں۔ جس کی بدولت مریض روحانی شفائے کلی پا کر عارف الٰہی بن جاتا ہے اے عمر! سالکان طریقت چار گروہوں میں تقسیم ہیں۔ اور ان چار گروہوں میں بلحاظ مراتب و استعداد باطنی زمین و آسمان کا فرق ہے۔

پہلا گروہ عوام العالم میں عام مسلمانوں کا ہے۔ یہ لوگ ارباب ظاہر کرتے ہیں۔ اور راہ شریعت پر چلنے والے ہیں۔ عشق الٰہی کی چار سیڑھیوں میں سے پہلی سیڑھی پر اہل شرع گامزن ہوتے ہیں۔ لیکن اگر اسی سیڑھی پر رہیں معرفت الٰہی کی اگلی سیڑھیوں پر چلنے کی کوشش نہ کریں حتیٰ کہ ان کی عمر ختم ہو جائے تو یہ لوگ دین و دنیا سے محروم اور ظاہر پرست ہو کر مر جاتے ہیں۔ یہ گروہ اہل شریعت کہلاتا ہے۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

دوسرا گروہ عوام الخاص کا ہے۔ ان لوگوں میں دونوں پہلو پائے جاتے ہیں۔ عوام کا بھی اور خاص کا بھی یہ گروہ روحانیت کی طرف متوجہ تو ہوتا ہے لیکن چونکہ رموز باطنی سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ کبھی دنیا کے طالب ہوتے ہیں کبھی دین کے طالب۔ لہٰذا ان کی باطنی آنکھیں نور باطنی سے پورے پر منور نہیں ہوئیں۔ اس گروکو اہلِ طریقت کہتے ہیں۔

تیسرا گروہ خالص الخاص کا ہے۔ انہیں اہل معرفت کہتے ہیں۔ اے عمر! ہدایت رہنمائی طالب کی استعداد اور جنبر کے موافق ہوا کرتی ہے۔ یہ اسرار الٰہی کی نعمت عظمیٰ نا اہل عوام الناس کو نہیں وہ اس نعمت کے متحمل نہیں ہو سکتے لہٰذا ان کے گمراہ ہونے کا اندیشہ ہے۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ ذات رحمٰن کیا ہے؟ اور دیگر اشیاء کیا ہے؟ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ تمام اشیاء مظہر الٰہی ہیں۔ درحقیقت سب ایک ہی ہے۔ ظہور کی صفات مختلف ہیں۔ جیسا کہ مطلب ایک ہوتا ہے اور اس کو مختلف عبارتوں سے ادا کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ذات ایک ہی ہے لیکن اس کے ظاہر مختلف ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے۔ انّ اللہ علیٰ کُل شیء مُحیط۔ یعنی

اللہ تعالیٰ کا ہر چیز پر احاطہ ہے لیکن انسان کو دیگر تمام مخلوقات پر شرف و بزرگی حاصل ہے۔

ان اللہ خلق ادم علی صورتہ یعنی خدا تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب انسان اشرف المخلوقات ٹھہرا تو پھر اس میں خاص و عام اور کافر مسلمان ہونے کا کیا باعث؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ فضلنا بعضہم علی بعض یعنی ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔

نیز ارشاد ہے۔ کُلُ نفس ذائقۃُ الموت یعنی ہر شخص کو موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔ موت دراصل اس حدیث کی مصداق ہونی چاہئے کہ الموتُ جسرٌ یُوصل الحبیب الیٰ الحبیب یعنی موت ایک پل ہے جس کو طالب مولیٰ عبور کر کے واصل الٰہی ہو جاتا ہے۔

اے عمر! پنج بنائے اسلام کی حقیقت جو مومنین کا درجہ ہے۔ جو مفصل بیان کر دیا گیا۔ فی الحال تمہارے لئے کافی ہے۔ جب تو اس سے آگے انتہائے کمال کی طرف بڑھنا چاہے گا تو جمیع صفات و اسرار خود تمہارے اندر موجود ہیں۔ کیونکہ مَن عرف نفسهٗ فقدْ عَرف رَبهٗ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔

اے میرے ہم راز قطب الدین! یہ نکات پوشیدہ اور راز مخفی تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خلیفہ اپنے ہم راز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تعلیم فرماتے تھے۔ تم کو لکھ دیئے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ تم ان نکات پر اعتبار اور اقرار کرو گے۔ ہمیں کج فہم یعنی علمائے ظاہری سے کچھ سروکار نہیں۔ ان کا علاج اللہ تعالیٰ ہی کر سکتا ہے۔ کیونکہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ میں ہے۔

لا تُدرك زرّة الاّ باذن اللہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی چیز حرکت نہیں کر سکتی یہی پر مسلمان

کا اعتقاد ہے اور اسی پر ایمان ہے۔ کتاب اسرار حقیقی مصنف خواجہ غریب نواز۔

حضرت امام غزالی صاحب نجات الانس فرماتے ہیں کہ جب شیخ ابو سعید ابوالخیر پر حالت قبض طاری ہوتی تو آپ خواجہ ابوالفضل کی قبر پر چلے جاتے تھے۔ ایک دن آپ پر حالت قبض طاری ہوگئی تصوف کی اصلاح میں قبض وبسط کی دو حالتیں ہیں۔ حالت قبض میں کشف یا انوار و تجلیات کا ورود بند ہو جاتا ہے اس کے برعکس جب بسط طاری ہوتی ہے تو دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور آپ پر مجلس میں گریہ طاری ہوگیا۔ یہ دیکھ کہ آپ کے تمام مریدین پر گریہ طاری ہوگیا۔ آپ نے فرمایا جب ہم پر حالت قبض طاری ہوتی تھی تو ہم اپنے پیر خواجہ ابوالفضل کے مزار پر چلے جاتے تھے۔ اور قبض بسط میں مبدل ہو جاتی تھی یہ کہہ کر آپ کھڑے ہوگئے۔ اور اپنے اصحاب کے ساتھ سرخس کی طرف روانہ ہوگئے۔ جہاں خواجہ ابوالفضل سرخسی کا مزار ہے۔ راستے میں ان پر عجیب حالت طاری تھی۔ سب درویش آہ وزاری، گریہ وفغاں کرتے ہوئے جارہے اور شیخ ہر بات پر معرفت کے دریا بہارہے تھے۔ سرخس پہنچنے تک یہی حالت رہی۔ وہاں پہنچ کر شیخ نے قوالوں سے یہ شعر گانے کی درخواست کی۔

نعدن شادیست ایں معدن جودوکرم

قبلہ ماروئے یاروقبلہ ہرکس حرم

خوشی کا کا ہے یہ سخاوت وعطا کی کان یعنی ہمارے پیر کی خانقاہ ہمارا قبلہ دوست کا رُخ ہے اور لوگوں کا قبلہ حرم کعبہ ہے۔ اصحاب نے حضرت شیخ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ اور سب لوگ مزار کے گرد عجب کیف و مستی میں طواف کررہے تھے۔ شیخ نالہ وفریاد کررہے تھے اور سر و پا برہنہ تڑپ رہے تھے۔ جب قدرے سکون ہوا تو شیخ نے فرمایا کہ آج کے دن کو تاریخ بنالو کیونکہ آج سے بہتر کوئی دن نہ

پاؤ گے۔ اس کے بعد جس مرید کو حج کی خواہش تھی اسے آپ حکم دیتے تھے کہ مزار کے گرد سات مرتبہ طواف کرلو تمہارا مقصد پورا ہو جائے گا۔ فھم من فھم (سمجھا جو سمجھا) کتاب مراۃ الاسرار صفحہ نمبر ۴۳۰، ۴۳۱۔

امیر المومنین فی الحدیث والتصوف حضرت سفیان ثوری رحمت اللہ علیہ نے ایک شخص کو آہیں بھرتے دیکھا پوچھا تو بولا کہ یہ غم ہے کہ مجھے حج کی آرزو تھی مگر اس مرتبہ بھی یہ تمنا پوری نہ ہو سکی اور حج فوت ہو گیا۔ آپ نے فرمایا میں نے چار حج کئے ہیں یہ چاروں حج لے لے اور اس کے عوض میں اپنی یہ آہیں مجھے دیدے۔ اسی شب کو خواب میں دیکھا کہ اللہ تعلیٰ فرما دیا ہے کہ اے سفیان ثوری تم نے یہ ایسا معاملہ کیا ہے کہ اگر اس کے ثواب کو تمام اہل عرفات پر تقسیم کر دیا جائے تو وہ تو نگر ہو جائیں۔

محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک دفعہ کعبہ نے رابعہ بصری کا استقبال کیا تو پکار اٹھیں کہ من تقرب الـہی بشر یقرب اللہ ذراعا جو میری طرف ایک بالشت بھر بڑھتا ہے میں اس کی طرف گز بھر بڑھتا ہوں اور بارگاہ الٰہی میں دعاء کی کہ مجھے کعبہ درکار نہیں۔ مجھے اس کے دیدار سے خوشی نہیں میں کعبہ کے مالک کا دیدار چاہتی ہوں۔

<u>کتاب افضل الفوائد حصہ اول ص ۹۸</u>

حضرت امیر خسرو فرماتے ہیں اتوار کے روز بیسویں ماہ ربیع الآخر سن مذکورہ کو پابوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ سست اعتقاد گروہ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ نیز ان لوگوں کے بارے میں جو کعبہ کی زیارت کو جاتے ہیں اور جب واپس آتے تو دنیاوی کاموں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے جو آپ کے مرید ہو کر پھر کسی طرف جائیں۔ جس وقت میں نے یہ عرض کی اُس وقت میرا یار ملیح نام اس وقت حاضر خدمت تھا۔ میں نے عرض کی کہ

میں نے ایک مرتبہ اس ملیح سے ایک بات سنی تھی جس نے میرے دل پر بڑا گہرا اثر کیا۔ وہ بات یوں بیان کی کہ حج کو وہ شخص جائے جس کا پیر نہ ہو۔ خواجہ صاحب نے جب یہ بات سنی تو آبدیدہ ہو کر مصرع فرمایا۔

آں رہ بسوئے کعبہ برودایں بسوئے دوست :۔ بعد ازاں فرمایا کہ شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی وفات کے بعد مجھے حج کا عظیم شوق پیدا ہوا۔ میں نے پہلے اجودھن جا کر شیخ صاحب کی زیارت کی جب زیارت کی تو میرا مقصود حاصل ہو گیا اور کچھ اور بھی مل گیا۔ دوسری مرتبہ جب پھر حج کی خواہش پیدا ہوئی تو پھر بھی شیخ کی زیارت کی اور پھر مطلب حاصل ہو گیا۔

کتاب فوائد الفوائد ص ۱۷۲۔۱۷۳

تاج الدین اولیاء ناگپور

۲ جون ۱۹۴۹ء کو سردار خان صاحب جن کی عمر اس وقت اسّی سال کی تھی اور قلعہ ناگپور میں رہتے تھے۔ انہوں نے حسب ذیل واقعہ کا اظہار کیا۔ میرا ایک ہاتھ خشک ہو رہا تھا اور حضور بابا تاج الدین صاحب قبلہ کی شہرت ہر چہار طرف ہو رہی تھی اور لوگ پاگل خانے میں دور دور سے آ کر فیض حاصل کر رہے تھے۔ ایک دن میرے خسر نے مجھے بھی پاگل خانہ لے گئے ہم لوگ نیم کے درخت کے نیچے بیٹھے تھے کہ ایک حاجی صاحب حضور کا نام دریافت کرتے ہوئے پاگل خانہ میں آئے۔ ہم لوگوں نے آنے کا سبب دریافت کیا تو فرمانے لگے کہ مکہ سے حج کر کے واپس آیا ہوں اور بابا تاج الدین سے ملنے آیا ہوں۔ انہوں نے مجھے پتہ دیا تھا کہ میں ناگپور پاگل خانہ میں رہتا ہوں۔ بابا تاج الدین ۲۱ روز تک مکہ شریف میں میرے ساتھ رہے۔ جب ڈاکٹر کاشی ناتھ راؤ نے ان کی زبانی یہ سنا کہ حضور ۲۱ روز تک ان کے ساتھ حج میں تھے تو خیال کیا کہ کمرہ تو ۲۱ روز سے بند ہے اور

خاص خاص اوقات میں کھولا جاتا ہےتو حضور موجود ہوتے تھےاور مکہ میں بھی موجود ہوتے تھے۔ یہ سن کر ڈاکٹر صاحب کو سخت حیرت ہوئی اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور لوگوں کے سامنے حضور کی تعریف کرنے لگے۔ اتنے میں بابا صاحب اپنے کمرے سے تشریف لائے اور ڈاکٹر صاحب کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمانے لگے۔ کلبی نکو کردرے ملبی نکو کردرے۔ (یعنی ان بات کو طول مت دو) اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ ہوا تو ہے آتی بھی ہے جاتی بھی۔ ڈاکٹر صاحب بابا کے سچے خادم بن گئے۔ کتاب ذکر تاج ص ۳۴۔

سفر اور زیارت

حضرت امیر خسرو فرماتے ہیں جمعرات کے روز تیئسویں ماہ جمادی الاول سن مذکورہ کو پابوسی کی دولت نصیب ہوئی اور زیارت کعبہ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا کہ جب لوگ زیارت مکہ سے واپس آتے ہیں تو اس کا ذکر ہر مقام پر کرتے ہیں۔ اور زیادہ تر اسی کی یاد میں رہتے ہیں۔ لیکن یہ ٹھیک نہیں۔ حاضرین میں سے ایک نے کہا کہ حج کو جاتے وقت راستے میں نماز کا وقت کبھی کبھی فوت ہو جاتا ہے۔ کچھ تو پانی کی تنگی اور کچھ منزلوں کی مشقت کے سبب۔ پھر محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ سہادر میں ایک وعظ تھا۔ نماز پڑھکر وہ واعظ کیا کرتا تھا۔ لوگوں کو اس کی وعظ و نصیحت سے فرحت حاصل ہوتی تھی۔ جب وہ حج سے واپس آیا تو اس کے کلام میں وہ پہلی سی راحت نہ رہی۔ جب لوگوں نے اس سے وجہ پوچھی تو کہا ہاں میں اس کی وجہ جانتا ہوں جس کے سبب وہ چاشنی نہ رہی وجہ یہ ہے کہ اس صفر میں مجھ سے کئی نمازیں قضا ہوئیں۔

کتاب الفوائد القواعد حصہ چہارم ص ۲۳۴۔۲۳۵

حضرت شرف الدین یحییٰ منیری رحمت اللہ علیہ اپنی کتاب مکتوبات صدی میں تحریر فرماتے ہیں۔اے بھائی شمش الدین تم کو اللہ تعلیٰ توبہ کرنے والوں کی بزرگی نصیب کرے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل کے طفیل بھائی ہر چند تم حقیر اور خاکسار رہو۔مگر ہمت بلند رکھو۔مردوں کی ہمت کسی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتی۔آسمان وزمین عرش وکرسی، بہشت ودوزخ یہ سب ان کی ہمت کا بار نہیں اٹھا سکتی۔

مثنوی

نے درغم دوزخ و بہشت اند　　این طائفہ راچنیں سر شتند

چنگ درحضرتِ خدائے نزدہ　　ہر چہ آن نیت پشت پائے نزدہ

تا بہ جاروبِ لانہ روبی راہ　　کے رسی در سرائے الااللہ

. اس جماعت کو دوزخ اور بہشت کی پرواہ نہیں ۔ یہ لوگ ایسے ہی بنائے گئے ہیں بارگاہ خداوندی سے لو لگائے ہوئے ہیں۔اس کے سوا ہر چیز ٹھکرادی ہے۔جب تک لا کی جھاڑو سے راستہ صاف نہ کرو الا اللہ کے مقام تک نہیں پہنچ سکتے مردوں کی ہمت کا باز جس وقت پرواز کرتا ہے تو بے خس وخاشاک اور پاک صاف صحرا تلاش کرتا ہے۔اور کوئی پاک وصاف وسیع فضا صحرے ربوبیت و صحرے وحدانیت کی فضا سے بڑھ کر ان کی نظریں نہیں آتی۔ان کی بلند ہمت کعبہ یا بیت المقدس کے اردگرد نہیں پھرتی۔اور زمین وآسمان کا طواف نہیں کرتی۔سبحان اللہ عزوجل کا عجب کاروبار ہے کہ مرد اپنی جگہ پر ہاتھ پاؤں سمیٹے سر جھکائے ایک حالت سے بیٹھا ہے اور اسرار اس کے ہیں کون و مکان سے پرے چکر لگا رہے ہیں۔واہ رے ہمت مردانہ کہ یہ بات آب وخاک (انسان) ہی کو نصیب ہوئی اور سب اس سے محروم رہے۔

حقا کہ بہ زہ نبادر دکرد   ترکِ فلک اے پسر کجا من

خدا کی قسم آسمان جیسا شہ زور میری کمان نہیں جھکا سکتا۔ سچ ہے تصوف ایک ایسی حرکت ہے جس کو زرا قرار نہیں۔ بخوبی ممکن ہے کہ صورۃً انسان ایک گوشہ میں بیٹھا ہوا اور اسرار اس کے ملکوت و جبروت میں سیر کرتے ہوں۔   کتاب ترجمہ مکتوبات صدی صفحہ ۶۸

ایک دفعہ حضرت سفیان ثوری رحمت اللہ علیہ نے ایک رفیق کے ساتھ کعبہ کا قصد کیا عادت سفیان کی یہ تھی کہ ہمیشہ رویا کرتے تھے۔ رفیق نے کہا کہ کیا حضور خوف گناہ سے رویا کرتے ہیں۔ حضرت سفیان رحمت اللہ علیہ نے ایک سوکھی گھاس اٹھالی اور کہا اس میں تو شک نہیں کہ گناہ ہمارے بے حساب ہیں۔ لیکن ہمارے نزدیک اس پیر کاہ (ہلکا سوکھا بنا) کے برابر بھی اس کا کھٹکا نہیں ہے ہاں اس کا ڈر البتہ ہے کہ جس توحید کو ہم اس دربار میں لے جا رہے ہیں یہ توحید ہے یا عین شرک۔ اللہ اکبر کیا شان تھی اور کس مرتبے کے لوگ گزرے ہیں کہ دولت کا خزانہ رکھتے تھے۔ مگر خیال یہ تھا کہ ہم مفلس و بےنواہ ہیں۔ اور ایک ہم لوگ ہیں کہ ذرہ برابر بھی کوئی بات حاصل نہیں لیکن دماغ یہ ہے کہ ہمچنیں دیگرے نیست من ہم شیخم۔ کتاب ترجمہ مکتوبات صدی صفحہ ۲۲۷۔

حکایت۔ ایک بزرگ نے بیس پچیس حج کئے تھے۔ کون سی بات تھی جو پیدا نہ ہوئی تھی۔ آپ کے نفس کو اس قدر اعلیٰ وارفع مقام دیکھ کر کچھ حظ حاصل ہوا پھر کیا تھا آپ سر بازار مکہ معظمہ میں نکل آئے اور پکار پکار کر کہنے لگے۔ کوئی ہے جو ہمارے بیس پچیس حج کو ایک روٹی کے بدلے میں خریدے۔ کہیں ایک عارف نے اس کو سن لیا اور سمجھ گیا کہ یہ بات کس مقام کی ہے۔ وہیں اس پر ایک دھول جمائی اور کہا کہ یہ کیا فضول گوئی کر رہے ہو کہ اس قدر گراں بیچنے کی دھن تمہیں بندھی ہے۔ بیس پچیس حج کی بھی کوئی ہستی ہے۔ دیکھو تو تمہارے بابا آدم نے بہشت جیسی نعمت کی راہ

طلب میں کچھ بھی قدم نہیں کی اور ایک دانہ گیہوں عوض میں بیچ ڈالا۔ تمہارے ان حج میں کیا لعل لگے ہوئے ہیں جن کی قیمت ایک روٹی منگتے ہو۔ یہ تلقین یہ مثالیں ہمارے تمہارے لئے ایک سبق ہے۔

کتاب مکتوبات صدی صفحہ ۱۷۸

حضرت سالک ہمدم خواجہ ابراہیم ادھم ایک روز کعبہ معظّمہ کا طواف کررہے تھے عرض کی اللّٰھُم اعصمنی من الذُنوب خداوند معصیت و گناہ سے مجھے بچا رکھ۔ ندا آئی کہ جو تو چاہتا ہے سب یہی چاہتے ہیں۔ اگر میں دستار عصمت سے سب کو سرفراز کردوں تو یہ مغفرت و رحمت کے زرو جواہر کس پر نچھاور کروں گا۔ اگر گناہ کی آلودگی نہ ہوگی تو صابن رحمت سے کسے دھودھا کر پاک و صاف کروں گا اگر گناہ گار نہ ہونگے تو میرا لطف قبول توبہ کے اسرار کس سے کہے گا۔

کتاب ترجمہ مکتوبات صدی صفحہ ۱۰۲

حضرت محر بن فضیل رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھ کو سخت تعجب ہوتا ہے کہ دنیا میں اس کا گھر لوگ کیا ڈھنڈتے ہیں۔ دل میں اس کا جلوہ کیوں نہیں دیکھتے۔ کیوں کہ ممکن ہے کہ گھر ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی گھر نہ ہو۔ مشاہدات تو یقینی ہوگا۔ اگر وہ پتھر (حجر اسود) جس پر سال بھر میں ایک دفعہ اس کی نظر پڑتی ہے اس کی زیارت فرض ہو جاتی ہے۔ پھر اس دل کی زیارت جس پہ تین سو ساٹھ مرتبہ نظر پڑتی ہے اولین فرض کیوں نہ ہوگی۔

کتاب ترجمہ مکتوبات صدی صفحہ ۲۴۹

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمت اللہ علیہ جب عازم کعبہ ہوئے تو چودہ برس کے عرصے میں قدم قدم پر دو رکعت نماز پڑھتے کعبہ تک پہنچے اور آپ ہر دم یہ فرماتے تھے کہ دوسرے اس راہ میں قدم سے چلیں ہیں۔ میں آنکھوں سے چلونگا۔ جب آپ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے خانہ کعبہ کو نہ دیکھا۔ آپ

نے فرمایا کہ افسوس یہ کیا حادثہ ہے شاید کہ میری آنکھوں میں کچھ خلل آ گیا ہے۔ غیب سے آواز دینے والے نے آواز دی کہ تیری آنکھوں میں کسی طرح کا نقصان نہیں آیا ہے۔ بلکہ کعبہ استقبال کو ایک ایک ضعیفہ کے لئے گیا ہے۔ وہ اس طرف کو آ رہی ہے۔ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمت اللہ علیہ غیریت سے شور میں آئے اور کہا کہ وہ کون عورت ہے۔ اتنے میں حضرت رابعہ کو دیکھا کہ لکڑی ٹیکتی آ رہی ہیں۔ کعبہ اپنی جگہ پر آ کر قائم ہوا۔ حضرت ابراہیم ادھم نے کہا کہ اے رابعہ یہ کیا شور ہے اور کیا ہنگامہ ہے کہ جہاں میں تو نے برپا کیا ہے۔ حضرت رابعہ نے کہا کہ تو نے خود شور جہاں میں ڈالا ہے ہے کہ چودہ برس کے عرصے میں خانہ کعبہ تک پہنچا۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمت اللہ علیہ نے فرمایا ہاں سچ ہے۔ میں چودہ برس کے عرصہ میں قدم قدم پر نماز کو پڑھ کر بیابان کو طے کیا ہے۔ حضرت رابعہ نے کہا کہ تو نے نمازیں پڑھ پڑھ کے طے کیا ہے اور میں نے ساتھ عجز و نیاز کے طے کیا ہے۔ پھر حج ادا کیا ہے۔ اور زار زار روئیں اور کہا الٰہی تو نے حج پر بھی وعدہ نیک فرمایا ہے اور مصیبت پر بھی اب میرا حج اگر مقبول نہیں ہے تو یہ بڑی مصیبت ہے میرا مصیبت کا ثواب کہاں ہے پھر بصرہ کو آ گئیں۔

کتاب انوار الاولیاء ترجمہ تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۵۹

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمت اللہ علیہ چالس برس کے عرصے میں اس طرح راہ طے کر کے قدم قدم گریا و جاری و نماز پڑھتے ہوئے مکہ معظّمہ تک پہنچے حرم کے بزرگوں نے جب آپ کے پہنچنے کی خبر پائی تو استقبال کے لئے باہر آئے۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمت اللہ علیہ قافلے سے آگے بڑھتے تاکہ انہیں کوئی نہیں پہچانے۔ خدمت گاروں نے کہ ان مزرگوں سے آگے تھے۔ اور ابراہیم بن ادھم رحمت اللہ علیہ کو دیکھا پوچھا کہ کیا ابراہیم ادھم نزدیک ہیں کہ سارے حرم کے بزرگ و مشائخ

اس کے استقبال کو آئے ہیں۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمت اللہ علیہ نے یہ سن کر کہا کہ وہ اس بے دین سے کیا جانتے ہیں۔ خادموں نے یہ سن کر آپ کی گردن پر گردنیاں مارنی شروع کردی اور کہنے لگے کہ باتیں تو ایسے بزرگ و عالی قدر مرد کو زندیق اور بے دین بتلاتا ہے زندیق دراصل تو ہی ہے حضرت ابراہیم بن ادھم رحمت اللہ علیہ نے کہا کہ بھائی میں بھی تو یہی کہتا ہوں کہ زندیق میں ہی ہوں۔ جب وہ سب آپ کے آگے بڑھ گئے تو آپ نے اپنے نفس سے کہا کہ کیوں اے نفس تو نے اپنی سزا پائی۔ بہت خوش ہو رہا تھا اور آرزو کر رہا تھا کہ حرم کے مشائخ ہمارے استقبال کو آویں خدا کا شکر ہے میں نے اپنے مقصد کے موافق تجھ کو دیکھا۔ آپ یہ کہہ ہی رہے تھے کہ ان لوگوں نے آپ کو پہچان لیا کہ ابراہیم بن ادھم رحمت اللہ علیہ یہی ہیں۔ بہت معذرت کی پھر آپ مکے میں سکونت پذیر ہوئے۔ اور وہاں آپ کے بہت سے مرید ہو گئے۔ لیکن آپ ہمیشہ اپنی کمائی کھاتے تھے۔ کبھی لکڑیاں ڈھوتے تھے اور کبھی کھیت کی نگہبانی کرتے تھے۔

کتاب انوا االا زکیا صفحہ ۸۴

نقل ہے کہ ایک جماعت حضرت بشر حافی رحمت اللہ علیہ کے پاس ملک شام سے آئی اور کہا کہ ہم سب کا ارادہ حج کا ہے اور آپ بھی ہم لوگوں کے ساتھ چلیں۔ حضرت بشہ حافی رحمت اللہ علیہ نے فرمایا کہ تین شرط سے میں تمہارے ساتھ چلونگا۔ ایک شرط یہ ہے کہ کچھ زادراہ نہ لیویں اور دوسرا یہ کہ کسی سے کوئی چیز نہ مانگیں۔ تیسرے یہ کہ اگر کوئی کچھ دیوے تو قبول نہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ ہم دو تو کر سکتے ہیں۔ لیکن کہ اگر کوئی دیوے اور ہم قبول نہ کریں ہم لوگوں سے یہ نہیں ہوسکتا۔ حضرت بشہ حافی رحمت اللہ علیہ نے فرمایا تم نے توکل حاجیوں کے توشہء راہ پر کیا ہے اور یہ بیان اس بات کی ہے کہ آپ نے صوفی کے جواب میں فرمایا تھا کہ اگر تو نے دل میں یہ ٹھان لیا ہوتا کہ ہرگز

لوگوں سے کوئی چیز قبول نہ کریں تو یہ توکل خدا پر ہوتا۔ نقل ہے کہ ایک شخص نے حضرت بشر حافی رحمت اللہ علیہ سے فرمایا کہ میرے پاس ہزار درہم حلال کمائی کے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ حج کو جاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ تم حج کو نہیں جاتے ہو تماشے دیکھنے کو جاتے ہو۔ اگر خداتعلیٰ کی رضامندی کے واسطے جاتے ہو تو کسی درویش کا قرض ادا کرو یا کسی یتیم کو دو یا کسی عیال دار کو کہ وہ آرام سے کچھ دن رہے سوج سے بزرگ تر ہے۔ اس نے کہا کہ میں اپنے دل میں حج کا شوق بہت پاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اس لئے کہ مال تو نے حلال کمائی سے نہیں حاصل کیا ہے جب تک کہ حرام خرچوں میں خرچ نہ کرے گا۔ تجھ کو قرار نہ پڑے گا۔

کتاب انوار الازکیا صفحہ ۱۰۵

حضرت ذوالنون مصری رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار ایسے جنگل میں گزر ہوا جہاں ہر طرف برف ہی برف تھا۔ میں نے ایک آتش پرست کو دیکھا کہ برف پہ دانے چھینٹ رہا ہے۔ میں نے پوچھا اے آتش پرست کیا کر رہا ہے۔ اس نے کہا کہ آج پرندوں کو دانہ میسر نہیں ہوا ہے کیونکہ تمام جنگل برف سے ڈھک گئے ہیں۔ شاید ہی اس کا ثمرہ مجھے ملے اور خدائے تعلیٰ مجھ پر رحمت کرے۔ میں نے کہا کہ بیگانہ کا دانہ خدائے تعلیٰ کو پسند نہیں۔ اس نے کہا کہ اگر وہ پسند نہ بھی کرے تو بھی دیکھتے ہیں کہ کچھ میں کر رہا ہوں۔ میں نے کہا ہاں دیکھتے ہیں۔ حضرت ذوالنون مصری رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں حج کو گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ آتش پرست عاشقوں کی طرح طواف کعبہ میں مشغول ہے۔ مجھے دیکھ کر کہنے لگا۔ باالفیض آپ نے دیکھا۔ اس نے میرے عمل کو دیکھا اور پسند کیا وہ بیج جو میں نے بوئے تھے کیسے بارآور ہوئے اور ان کے ذریعہ سے مجھے اپنا بنایا اور معرفت عطا کی اور یہاں تک کرم کیا کہ اپنے گھروں میں بلالیا۔ حضرت ذوالنون رحمت اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ مجھ کو جوش آ گیا۔اور میں نے کہا اے خداوند قدوس مٹھی بھر دانہ کے عوض میں آپ ایسے گبر کو جس نے چالیس برس تک آگ کو پوجا اور آپ اپنی طرف راہ دیتے ہیں۔آپ تو بڑے ارزاں فروش ہیں۔ایک ہاتف نے آواز دی کہ حق سبحانہ تعالیٰ جس کو بلاتا ہے نہ کسی وجہ سے بلاتا ہے اور جس کو نکالتا ہے نہ کسی سبب سے نکالتا ہے اے ذوالنون ایسی باتوں میں دخل نہ دے کیونکہ یہ کام فَعالٌ لما یُرید کے ہیں۔تیری سمجھ میں نہ آویں گے۔

کتاب انوارالاذکیا صفحہ ۱۱۷

حضرت شیخ شفیق بلخی رحمت اللہ علیہ کے ایک مرید کا ارادہ حج کا ہوا۔حضرت شفیق رحمت اللہ علیہ نے ان سے فرمایا کہ تو بسطام میں جا کر حضرت بایزید بوسطامی کی زیارت سے مشرف ہو۔جب وہ مرید حضرت بایزید بوسطامی کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تو کس کا مرید ہے۔اس نے کہا کہ میں حضرت شفیق بلخی کا مرید ہوں۔آپ نے پوچھا کہ اس کے اعمال واقبال کیا ہیں۔اس نے کہا کہ وہ خلق سے بے پروا ہیں اور خدا کے توکل پر بیٹھے ہیں۔اوران کا یہ مقولہ ہے کہ اگر آسمان کانسے کا اور زمین لوہے کی ہو جاوے نہ آسمان سے پانی برسے اور نہ زمین سے دانے اُگے اور تمام جہان کی مخلوق میری عیال ہو تو بھی میں اپنے توکل سے نہ پھروں گا۔حضرت بایزید بوسطامی نے یہ سن کر فرمایا کہ وہ سخت کافر ہے اور بڑا مشرک ہے اگر بایزید کوّا ہو جاوے تو اس مشرک کے شہر کی طرف نہ اُڑے۔جب تو لوٹ کر جائیگا تو اس سے کہنا کہ خدائے عزوشانہ کی دو روٹی کی نکیوں پر آزمائش کرتا ہے اگر تو بھوکا ہو تو اپنے کسی ہمجنس سے دو روٹی مانگ کھاؤ۔اورخبردار توکل نہ نام بھی نا لجیو کیونکہ مجھے خوف ہے کہ ایسا نہ ہو تیری بدبختی سے شہر و ملک زمین میں دھنس جائے۔وہ مرد یہ باتیں سن کر واپس گیا اور حضرت شفیق بلخی کے آگے گیا تو انہوں نے کہا کہ بہت جلدی لوٹ آیا اس نے کہا

کہ آپ نے فرمایا تھا کہ حضرت بایزید بوسطامی کے پاس جاؤ میں وہاں گیا تو انہوں نے ایسا ایسا کہا۔ حضرت شفیق نے جو تامل کیا تو درحقیقت اپنے میں اس بات کا عیب پایا۔ اور بعض لوگ یوں کہتے ہیں کہ حضرت شفیق بلخی کے پاس چار سو انبار کتاب تھے۔ اور اگرچہ آپ دنیا کی نگاہوں میں بڑے بزرگ تھے۔ لیکن بزرگوں کو تکبر اکثر ہوا کرتا ہے آپ یہ سن کر فرمانے لگے کہ تو نے کی کہا میں نے کچھ نہ کہا تجھے یہ کہنا چاہئے کہ اگر وہ سخت کافر ہیں تو آپ کیا ہیں۔ مرید نے کہا میں نے یہ تو نہیں کہا۔ آپ نے فرمایا پھر واپس لوٹ جا اور جا کر پوچھ۔ وہ مرید وہاں سے روانہ ہوا اور حضرت بایزید بوسطامی رحمت اللہ علیہ کے پاس آیا۔ حضرت بایزید نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ پھر کیوں آیا ہے ۔اس مرید نے کہا کہ مجھے حضرت شقیق بلخی نے پھر بھیجا ہے تا کہ آپ سے پوچھوں کہ اگر وہ کافر و مشرک ہیں تو آپ بتائیے کہ آپ کیا ہیں۔ حضرت بایزید رحمت اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ دوسری نادانی دیکھو، پھر فرمایا کہ اگر میں یہ بتا ہی دوں کے میں کیا ہوں تو بھی تو نہ جانے گا۔ اس نے کہا کہ آپ اگر مصلحت دیکھیں تو ایک کاغذ پر تحریر فرما دیں تا کہ میرے آنے کی تکلیف و محنت کچھ کارآمد ہو کیونکہ دور دراز سے آیا ہوں آپ نے فرمایا کہ لکھ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بایزید یہ ہے یعنی بایزید کچھ نہیں ہے۔ پس جب کے کوئی موصوف نہ ہوگا تو وصف اس کا بیان ہو سکتا ہے اور جب کہ بایزید ذرے کے برابر بھی ظاہر نہیں ہے پھر بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی اس سے پوچھے کہ تو کیسا ہے اور توکل رکھتا ہے یا اخلاص جو تمامی صفتیں خلق کی ہیں اور ہونا چاہئے نہ توکل سے مشہور ہونا اور پھر وہ کاغذ لپیٹ کر مرید کے حوالے کر دیا۔ وہ مرید لے کر حضرت شفیق بلخی کی طرف روانہ ہوا۔ جب شہر میں پہنچا تو حضرت شفیق بلخی کو دیکھا کے بیمار پڑے ہیں اور قریب مرگ ہیں اور جواب کا انتظار کر رہے ہیں۔ اس مرید نے کاغذ کو آپ کے ہاتھ میں دیا جب آپ نے مطالعہ فرمایا اور لا اللہ الا اللہ

محمد رسول اللہ پڑھ کراز سرنو مسلمان ہوئے اور اپنے عیب پر آگاہی پا کر اس سے توبہ کی اور جان بحق تسلیم ہوئے۔ انا للہ وان علیہ راجعون

کتاب انوار الاز کیا صفحہ ۱۳۹۔۰

حضرت بایزید بسطامی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں جب ہم پہلی مرتبہ حج کو گیا تو صرف خانہ کعبہ کو دیکھا۔ اور جب دوسری بار حج کو گیا تو صاحب کعبہ کو دیکھا اور جب تیسری بار حج کو گیا تو نہ خانہ کعبہ کو دیکھا اور نہ صاحب کعبہ کو یعنی میں ایسا خودرفتہ ہو گیا کہ سوائے حق کے اور کچھ مجھ کو دکھائی ہی نہ دیا۔ جس طرف دیکھا صرف وہی نظر آیا اور دلیل اس بات کی ہے کہ ایک بار ایک شخص حضرت بایزید بسطامی رحمت اللہ علیہ کے دروازے پر گیا اور آواز دی حضرت بایزید نے فرمایا کہ کس کو پوچھتے ہو اس نے کہا بایزید کو آپ نے کہا کہ میں اس بیچارے بایزید کو تیس سال سے ڈھونڈ رہا ہوں اور پتہ نہیں لگتا۔ یہ بات لوگوں نے حضرت ذولنون مصری رحمت اللہ علیہ کے سامنے کہی۔ آپ فرمایا کہ حق تعالیٰ میرے بھائی بایزید کو بخشے وہ حق تعالیٰ میں محو ہو گیا ہے جب کہ خاصان خدا اس میں گم ہو گئے۔

کتاب انوار الاز کیا صفحہ ۱۴۸

حضرت بایزید رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مدت تک خانہ خدا کا طواف کرتا رہا لیکن جب میں حق تعالیٰ تک پہنچا تو دیکھا کہ خانہ کعبہ میرے گرد طواف کر رہا ہے۔ کتاب انوار الاز کیا صفحہ ۱۵۴

حضرت بایزید رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں حاجی لوگ جسم سے خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں اور بقا کے خواستگار ہوتے ہیں۔ اور اہل محبت دلوں سے عرش کے گرد طواف کرتے ہیں اور دیدار الٰہی کی درخواست کرتے ہیں۔ کتاب انوار الاز کیا صفحہ ۱۵۷۔ روایت ہے کہ حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ صلوٰت اللہ علیہم نے کہا کہ خدایا ہم کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل کر اس

کا باعث یہی تھا کہ انہوں نے اس امتِ محمدیہ میں ایسے لوگوں کو دیکھا کہ ان کے قدم تحت الثرٰی پر تھے اور ان کے سر اعلیٰ علیین کے اس پار تھے۔ اور وہ اسے ذوق وشوق میں متفرق تھے کہ درمیان سے گم تھے۔

کتاب انوار الازکیا صفحہ ۱۵۸

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک ایسا اتفاق ہوا کہ میں ایک بیابان میں تھا کہ حج کا زمانہ آ گیا۔ میں نہایت بیقرار ہوا کہ کس طرح اپنے کو وہاں پہنچوں۔ آخر کار میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ میں اب وہاں نہیں پہنچ سکتا خیر وہ اعمال اپنے ہی عمل میں لاؤں کہ جن کی بدولت اسی جگہ حج کا ثواب حاصل کروں یعنی ناخن نہ کترواؤں اور بال نہ منڈواؤں۔ میں اسی شش وپنج میں تھا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک کبڑی بوڑھیا لکڑی ٹیکتی چلی آتی ہے جب میرے پاس آئی تو مجھ سے کہا کہ اے عبداللہ شاید تو حج کی آرزو رکھتا ہے۔ میں نے کہا ہاں نہایت آرزومند ہوں۔ پھر کہنے لگی کہ مجھے تیرے ہی واسطے بھیجا ہے آ تو میرے ساتھ چلا آ۔ تا کہ میں تجھ کو عرفات میں پہنچا دوں۔ حضرت عبداللہ رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ سن کر اپنے دل میں کہا کہ اب تو صرف تین روز اور باقی ہے بھلا یہ مجھ کو عرفات تک کیسے پہنچا سکتی ہے۔ اس بڑھیا نے کہا کہ جس نے صبح کی نماز سنتیں نجاب میں پڑھی ہوں اور فرض ججون کے کنارے پر نماز اشراق شہر مرو میں تو اس کے ساتھ ہمراہی کر سکتا ہے۔ میں نے کہا بسم اللہ اور ہم دونوں روانہ ہوئے اور راہ میں ہم کو ایسا ایسا گہرا پانی کہ جس میں سے کشتی میں سوار نہ ہو کر بھی گزرنا دشوار ہوتا ملا اور ہم اس سے بآسانی عبور کر گئے جب کہ پانی کے کنارے پہنچتے تو وہ بڑھیا مجھ سے کہتی کے آنکھیں بند کر لے۔ جب میں آنکھیں بند کر لیتا تو ایسا معلوم ہوتا کہ گویا کمر کمر بھر پانی میں چل رہا ہوں۔ یہاں تک کہ مجھ کو عرفات میں پہنچا دیا۔ جب ہم حج ادا کر چکے اور طواف اور سعی اور عمرے سے فارغ ہو لیئے اور رخصتی طواف بجا لائے

تو اس بڑھیا نے مجھ سے کہا کہ میرا ایک بیٹا جس کو عرصہ ہو گیا ایک غار میں عبادت و ریاضت میں مشغول ہے اس کو چل کر دیکھیں۔ میں اس کے ہمراہ وہاں گیا۔ میں نے دیکھا کے ایک جوان فر درو اور ضعیف و ناتواں اور نورانی شکل کا وہاں موجود ہے۔ جوں ہی کہ اس نے اپنی ماں کو دیکھا اس کے قدموں پر گر پڑا اور اپنا منہ اس کے تلووں پر ملا اور کہنے لگا کہ میں جانتا ہوں کہ آپ اپنے آپ سے نہیں آئی ہیں بلکہ خدائے تعلیٰ نے آپ کو بھیجا ہے تا کہ میری تجہیز و تکفین کریں۔ کیونکہ میرے چلنے کا وقت قریب ہے اس بڑھیا نے مجھ سے کہا کہ اے عبداللہ تو یہاں قیام کرتا کہ اس میرے بیٹے کو دفن کرے۔ کچھ عرصہ نہ گزرا تھا کہ اس جوان نے وفات کی اور ہم نے اس کو دفن کیا۔ اس کے بعد اس بڑھیا نے کہا کہ مجھے کوئی کام نہیں ہے اب میں اپنی باقی عمر اس کی قبر پر بیٹھوں گی اور اے عبداللہ اب تو جا اور دوسرے سال پھر آئیگا اور مجھ کو نہ پائیگا لیکن مجھ کو دعاء خیر سے محروم نہ کجیو۔ نقل ہے کہ ایک سال حضرت عبداللہ رحمت اللہ علیہ حج سے فارغ ہو کر خانہ کعبہ میں سو گئے۔ خواب میں دیکھتے ہیں کہ دو فرشتے آسمان سے اترے ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ اس سال کس قدر لوگ حج کے واسطے آئے ہیں۔ دوسرے نے جواب دیا کہ چھ لاکھ حاجی حج کو آئے ہیں۔ پھر اس نے کہا کہ حج کتنے لوگوں کا مقبول ہوا۔ اس نے کہا کہ ان میں سے کسی کا بھی حج مقبول نہیں ہوا۔ حضرت عبداللہ رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں یہ سنا تو بڑی بیقراری میرے دل میں پیدا ہوئی اور میں نے کہا کہ اس قدر خلائق جہاں کی ہر چہار طرف سے اتنی رنج ار تکلیف جھیل کر اور دور دراز راستے کو طے کر کے اور بڑے بڑے بیابان طے کئے۔ ان کی سب محنت اکارت گئی۔ پھر اس فرشتے نے کہا کہ دمشق میں ایک موچی ہے جس کا نام علی بن الموفق ہے اور وہ حالانکہ حج کو نہیں آیا ہے لیکن اس کا حج قبول ہوا ہے اور ان سب لوگوں کو حق تعلیٰ نے اس کے طفیل میں بخش دیا ہے۔ جب میں نے یہ سنا

تو میری آنکھ کھل گئی اور میں نے کہا کہ اب دمشق کی طرف چلنا چاہئے اور اس شخص کی زیارت سے مشرف ہونا چاہئے جب میں دمشق پہنچا اور اس کا گھر تلاش کر کے آواز دی تو ایک شخص گھر سے باہر نکلا۔ میں نے اس سے کہا کہ تیرا نام کیا ہے۔ اس نے کہا کہ میرا نام علی بن الموفق ہے میں نے کہا کہ مجھے آپ سے کچھ باتیں کرنی ہے۔ اس نے کہا کہ فرمایئے۔ میں نے کہا کہ آپ کیا کام کرتے ہیں۔ اس نے کہا کہ میں جوتیوں میں پیوند لگاتا ہوں پھر میں ان سے یہ واقعہ بیان کیا۔ اس نے کہا تمہارا نام کیا ہے میں نے کہا کہ عبداللہ بن مبارک اس یہ سن کر ایک چیخ ماری اور گر پڑا اور بیہوش ہو گیا۔ جب افاقہ ہوا تو میں نے کہا کہ آپ اپنے عمل پر آگاہی بخشیئے اس نے کہا مجھے تیس برس سے آرزو تھی حج کرنے کی اور میں نے جوتیوں میں پیوند ٹانک ٹانک کر تین سو درہم جمع کئے اور میں نے اس سال ارادہ کیا کہ حج کو جاؤں۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ ہمسایا کے گھر سے کھانے کی بو آرہی ہے۔ میری بیوی حاملہ تھی تو جا کر تھوڑا سا کھانا میرے واسطے مانگ لا، میں گیا اور ہمسایا سے کھانا طلب کیا ہمسایا نے کہا کہ اے بھائی یہ کھانا تمہارے لائق نہیں ہے آج سات روز سے ہم نے اور ہمارے بچوں نے کچھ نہیں کھایا ہے۔ ایک مرا گدھا مجھ کو مل گیا میں تھوڑا سا اس سے کاٹ کر لایا ہوں اور اسی کو پکایا ہوں۔ جوں ہی کہ میں نے یہ سنا میرے سر سے لے کر قدموں تک ایک آگ لگ گئی اور میں گھر دوڑا گیا اور تین سو درہم لا کر اس کو دے دیۓ اور کہا کہ تو اس کو اپنے بال بچوں میں خرچ کر میرا حج یہی ہے۔ حضرت عبداللہ رحمت اللہ علیہ نے یہ سن کر کہا کہ صدق الملک فی الحکم والقضاء۔ یہی ہے کہ ایک اللہ کا بندہ دوسرے بندے کے کام آئے اور ہمیشہ اپنے ہمسایوں کا خیال رکھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص رات بھر عبادت کرتا ہو اور اس کا ہمسایا بھوکے سو گیا ایسے شخص کی عبادت مقبول بارگاہ نہیں ہوتی۔ حضرت امام اعظم رحمت

اللہ علیہ اپنے پڑوسی ہمسایا کے یہاں روزا پنے گھر کا چراغ لے جا کر دے آتے اس لئے کہ اس کے یہاں بچہ پیدا ہوا تھا جورات کی تاریکی میں روتا رہتا تھا جب اس بچے کا باپ گھر پردیش سے واپس آیا اپنی بیوی سے پوچھا گزربسر کیسے ہوتا تھا۔ اسکی بیوی نے کہا بڑے میاں ہمیشہ رات میں اپنے گھر کا چراغ دے جاتے تھے۔ یہ سن کروہ یہودی نے اپنی بیوی سے کہا چلوان کے دست اقدس پر ایمان لے آوں۔ کتاب انوارالازکیا صفحہ ۱۷۴۔۱۷۵۔

حضرت عبداللہ رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم نے ایک بار مکہ معظّمہ میں دیکھا کہ ایک نوجوان صاحب جماں خانہ کعبہ میں داخل ہونا چاہتا تھا کہ گر پڑا اور بیہوش ہوگیا۔ مین اس کے پاس گیا فی الفوراس نے کلمہء شہادت پڑھا اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اے نوجوان تجھے کیا ہوگیا تھا کہ تو اس طرح گر پڑا۔ اس نے کہا کہ میں آتش پرست تھا اور جانتا تھا کہ بھیس بدل کر اپنے آپ کو خانہ کعبہ میں داخل ہو جاؤں تا کہ کعبتہ اللہ کے جمال سے مشرف ہوں۔ لیکن جیوں ہی میں نے قصد داخل ہونے کا کیا ایک ہائف نے غیب سے آواز دی کہ تو یہ امر کیوں کر جائز رکھتا ہے۔ کہ ایسے دل سے جو دوست کی دشمنی سے بھرا ہے اپنے دوست کے گھر میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ کتاب انوارالازکیا صفحہ ۱۷۵۔

نقل ہے کہ ایک نوجوان کا حج فوت ہوگیا تھا اس نے آہ کی حضرت سفیان ثوری رحمت اللہ علیہ اس سے کہا کہ میں نے چار حج کئے ہیں اس کا ثواب تم کو دیا اور یہ آہ مجھ کو دیدے۔ اس نے کہا میں نے دیدی۔ اسی رات کو آپ نے خواب میں دیکھا کہ اللہ تعلیٰ فرماتا ہے کہ اے سفیان تو نے ایسا نفع حاصل کیا ہے کہ اگر تو اس کو سارے اہل عرفات پر تقسیم کرے تو وہ لوگ تونگر ہو جاویں۔

کتاب انوارالازکیا صفحہ ۱۸۵

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں مومن کی زیارت کرنا سو حج کے ثواب کے برابر سمجھنا چاہئے کیونکہ مومن کی زیارت کا ثواب ہزار دینار کے صدقہ دینے سے زیادہ اور جب کہ مومن کی زیارت نصیب ہو یقین ہو جائے کے اللہ تعالیٰ اس پر رحمت فرمائی ہے اور فرمایا پانچ قبلہ ہیں۔ مومنوں کا قبلہ خانہ کعبہ ہے اور دوسرے پیغمبروں اور ان کی امت کا قبلہ بیت المقدس ہے اور تیسرے ملائکہ کا قبلہ آسمان میں بیت المعمور ہے اور چوتھے دعا کا قبلہ عرش ہے اور پانچویں میں جواں مردوں کا قبلہ خداوند تعالیٰ جل جلالہٗ۔ کتاب انوار الاز کیا صفحہ ۵۲۹۔

حضرت ابوالقاسم نصر آبادی رحمت اللہ علیہ نے ستر حج توکل پر کئے تھے۔ ایک روز آپ مکہ معظمہ میں جارہے تھے۔ ایک کتا بھوکا پیاسا لاغر ونزار دیکھا۔ اس وقت آپ کے پاس کچھ کھانے کو موجود نہ تھا۔ آپ نے آواز لگائی کہ کوئی ہے جو خریدلے چالیس حج کا ثواب ایک روٹی کے عوض میں۔ ایک شخص نے کہا ہاں میں خریدونگا۔ اس شخص کے ہاتھ چالیس حج کو بیچ ڈالا اور اس نے خرید لیا اور گواہ رکھا۔ آپ نے روٹی کی ایک ٹکیا لے کر اس کتے کو دیدی۔ ایک بزرگ یہ واقعہ دیکھ کر حضرت ابوالقاسم نصر آبادی رحمت اللہ علیہ کو ایک گھونسا مار کر کہا کہ اے احمق کیا کیا تو نے۔ تو نے سمجھا ہے کہ ہم نے بڑا کام کیا ہے کہ چالیس حج ایک روٹی کے لئے بیچ ڈالی ہیں۔ حضرت ابوالقاسم نصر آبادی رحمت اللہ علیہ نے فرمایا ذرا خیال کر ہمارے اور تیرے باپ حضرت آدم علیہ السلام نے آٹھ بہشتوں کو دو گیہوں کے عوض میں بیچا اس روٹی میں ویسے ویسے ہزاروں دانے ہونگے۔ وہ بزرگ یہ سن کر شرم سے سر جھکالیا اور ایک گوشہ میں جا کر سر جھکا کر بیٹھ گئے۔ کتاب انوار الاز کیا صفحہ ۶۰۴۔

حضرت ابوسعید ابوالخیر رحمت اللہ علیہ پر حالت قبض طاری ہوئی تو آپ فرماتے کہ گھوڑے پر زین کسو تاکہ ہم حج کو جائیں۔ اور آپ حضرت ابوالفضل حسن سرخسی رحمت اللہ علیہ کی قبر پر آتے اور طواف کرتے قبض مبدل بسط و بسط زمانہ کہ جس میں انوار الٰہی سالک کے دل پر نزول کر رہے ہوں اور جو شخص کہ حضرت ابوسعید رحمت اللہ علیہ کا مرید ہوتا اور حج کا خیال ظاہر کرتا۔ آپ اس کو حضرت ابوالفضل حسن رحمت اللہ علیہ کی قبر کی زیارت کو بھیج دیتے اور فرماتے اس خاک کی زیارت کرتا کہ تیرا مقصد پورا ہو جاوے۔ لوگوں نے ایک روز حضرت ابوسعید رحمت اللہ علیہ سے پوچھا آپ نے یہ تمامی دولتیں کہاں سے پائی آپ نے فرمایا حضرت ابوالفضل حسن سے ملی ہے۔ کتاب انوار الاز کیا صفحہ ۶۱۰۔

حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں جس کا اعتقاد رست ہوتا ہے حج کر کے واپس آتے ہیں اور پھر کار ہائے دینوی میں مشغول و مالوف ہو جاتے ہیں ایک شخص نے عرض کیا مجھے بڑا تعجب ہوتا ہے جب میں نے دیکھتا ہوں کہ وہ لوگ جو آپ کی بیعت سے سرفراز ہوتے ہیں ادھر اُدھر تلاش دنیا میں پھرتے ہیں۔ جس وقت میں نے یہ عرض کی ملیح میرا آزاد کردہ رفیق حاضر تھا مجھے اس کا کہنا یاد آیا اور میں نے سلسلہ سخن میں اس کو عرض کیا۔ میں نے ملیح سے ایک سخن سنا تھا اور وہ میرے دل پر کارگر ہوا کہ حج کرنے وہ شخص جاوے جو کسی کا مرید نہ ہو خواجہ ذکر اللہ بالخیر (محبوب الٰہی) یہ سن کر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور یہ مصرعہ زبان گوہر فشان ارشاد فرمایا۔

آں رہ بسوئے کعبہ وایں رہ بسوئے دوست۔

اس کے بعد حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں حضرت شیخ فریدالدین رحمت اللہ علیہ کے بعد انتقال مجھ کو اشتیاق اور ادائے حج بہت زیادہ ہوا۔ میں نے اپنے دل میں ارادہ کیا کہ

اجودھن سے واپس آ کر حج کو جاؤنگا۔ الغرض اجودھن حضرت شیخ الاسلام بابا فرید الدین شکر گنج رحمت اللہ علیہ کے مزار کی زیارت کو گیا وہاں میرا مقصود مجھے مع شے زاید حاصل ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد ایک مرتبہ پھر نیت خانہ کعبہ کی زیارت کی ہوئی تھی۔ اس مرتبہ بھی میں اجودھن روضہء مبارک حضرت شیخ الاسلام کی زیارت کو گیا اور عرض مذکور مجھے حاصل ہوئی۔ الحمد اللہ علی ذالک۔ کتاب انوار الاز کیا صفحہ ۲۶۶۔

حضرت محبوب الٰہی نظام الدین رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگ حج کو جاتے ہیں اور حج ادا کر کے واپس آتے ہیں مگر آنے کے بعد ہر جگہ اس کا تذکرہ کرتے ہیں کہ ہم فلاں مقام پر فلاں شے دیکھی اور وہاں ایسا ویسا دیکھا یہ امر بغایت نازیبا ہے۔ اس وقت کسی شخص نے عرض کیا کہ سفر حج میں کبھی کبھی نماز قضا ہو جاتی ہے کہ سبب اس کا تنگی آبِ مشقت منزل ہوتا ہے اس وقت خواجہ ذکر اللہ با خیر (حضرت محبوب الٰہی) نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ لاہور میں ایک واعظ اچھا واعظ کہنے والا تھا اور اس کے وعظ میں اثر بھی تھا کہ مجلس وعظ میں بہت سے لوگ اپنے گناہوں سے توبہ کرتے تھے۔ خیر وہ واعظ حج کو گیا جب واپس آیا وہ تاثیر اس کے وعظ سے جاتی رہی۔ لوگوں نے جب واعظ سے سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ راستے میں میری کئی نمازیں قضا ہو گئی تھیں یہ سب اسی کا نتیجہ ہے۔

کتاب انوار الاز کیا صفحہ ۳۳۹۔

حضرت سید شہاب الدین سہروردی رحمت اللہ علیہ جب حج سے واپس تشریف لائے تو اہل بغداد کا آپ کے پاس ہجوم اکٹھا ہو گیا اور ہر ایک نے اپنی ہمت و طاعت موافق نزمہ، نقد اخباس وغیرہ بہت کچھ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ اسی اثنا میں ایک بوڑھی عورت حاضر ہوئی اور اس نے شیخ کی

خدمت میں ایک درہم پیش کیا۔ جس کو وہ بڑھیا نے شیخ کے سامنے اپنی پرانی چادر کی گرہ سے کھول کر نکالا تھا۔ شیخ نے بڑھیا کا پیش کردہ درہم تمام تحفوں کے اوپر نمایاں طور پر رکھ دیا۔ پھر تمام حاضرین سے مخاطب ہوکر فرمانے لگے۔ آپ میں سے ہر ایک اپنی اپنی پسند کے مؤافق ان تحفوں کے ڈھیر میں سے جو چاہے اُٹھالے۔ چنانچہ سب آدمیوں نے اپنی اپنی پسند کے مؤافق زمہ ونقد، روپیوں کی تھیلیاں اور دوسری قسم کا اسباب اُٹھالیا۔ اُس موقع پر شیخ جلال الدین تبریزی رحمت اللہ علیہ بھی موجود تھے آپ کی جانب حضرت شیخ سہروردی رحمت اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ آپ بھی کسی چیز کو پسند کر کے لے لیں، چنانچہ شیخ تبریزی رحمت اللہ علیہ نے وہ درہم اٹھالیا جو بڑھیا نے شیخ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ حضرت شیخ شہاب الدین رحمت اللہ علیہ نے یہ دیکھ کر شیخ جلال الدین سے فرمایا کہ تم نے تو سب کچھ لے لیا۔ کتاب انوار الازکیا صفحہ ۱۰۳۔۱۰۴۔

ایک دن کا واقعہ یہ ہے کہ محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمت اللہ علیہ اپنے مقبرے کی عمارت کی تعمیر کروا رہے تھے کہ اچانک حضرت شیخ رکن الدین رحمت اللہ علیہ کی آمد آمد کا شور بلند ہوا۔ آپ نے اِسی وقت اسے کھانا تیار کرنے کا حکم دیا اور رہنے دوست احباب کو جمع کرایا، اتنے میں حضرت شیخ رکن الدین پالکی میں سوار ہوکر آپ کے یہاں تشریف لائے۔ بوقتِ ملاقات بھی غالباً وہ مرض عذر کی بناپر پالکی ہی میں بیٹھے رہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء اور آپ کے دیگر تمام ساتھ بھی پالکی کے اردگرد بیٹھ گئے۔ آپس میں باتیں ہونے لگی اور مجلس خوب گرم تھی کہ اتنے میں حضرت شیخ رکن الدین کے چھوٹے بھائی شیخ عمادالدین اسماعیل نے کہا کہ آج بزرگوں کا اجتماع ہے۔ بہترین موقع ہے۔ لہٰذا اس کو غنیمت تصور کرتے ہوئے کہا کہ آپ حضرات سے کچھ استفادہ کرنا چاہتا ہوں سو گذارش یہ ہے کہ عرصہ دراز سے میرے دل کے اندر ایک شبہ ہے اور وہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کو مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے میں کیا راز تھا۔ حضرت شیخ رکن الدین نے فرمایا کہ اس میں غالباً یہ حکمت ہوگی کہ نبی علیہ السلام کے وہ کمالات و درجات جو ابھی تک مقدر اور پوشیدہ تھے ان کا عملی طور پر اصحاب صفہ پر فیضان جاری کرنا مقصود ہوگا۔ اس کے بعد حضرت خواجہ نظام الدین نے اپنے حلقہ بگوش لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ فقیر کے خیال میں ہجرت کا راز یہ ہے کہ مدینہ کے وہ فقراء جو کہ مکہ میں آ کر نبی علیہ السلام کی زیارت نہیں کر سکتے تھے ان کو ان نعمتِ عظمیٰ سے مشرف کرنا مقصود تھا۔ کتاب انوار الازکیا صفحہ ۱۴۷۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ اتفاق سے حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمت اللہ علیہ بیمار پڑ گئے تو عیادت کے لئے حضرت شیخ رکن الدین رحمت اللہ علیہ آپ کے مکان پر تشریف لائے اور فرمایا ہر شخص حج کی سعادت حاصل کرنے کی کوشش اور سعی کرتا ہے اور یہ عشرہ ذی الحجہ کا ہے۔ میں سعی کر کے شیخ المشائخ کی زیارت کی سعادت سے بہرور ہوا۔ حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمت اللہ علیہ کی وفات کے بعد آپ کی نماز جنازہ بھی شیخ رکن الدین رحمت اللہ علیہ نے پڑھائی۔ بعدہ فرمایا کہ مجھ کو تین سال تک دہلی میں رہنے کا یہی راز تھا کہ ہم کو یہ سعادت حاصل کرنی تھی۔ اس کے تھوڑے عرصے بعد شیخ رکن الدین ابوالفتح رحمت اللہ علیہ اپنے اصلی وطن ملتان واپس ہو گئے۔

کتاب اخبار الاخیار صفحہ ۱۴۸۔

منقول ہے کہ ایک دفعہ حضرت شیخ جلال الدین ہانسوی رحمت اللہ علیہ کی دہلی میں آمد کے موقع پر مولانا حسام الدین اندر پانی پتی نے جو دہلی کے صدر خطیب اور قاضی القضاۃ تھے۔ علاوہ ازیں حضرت جمال الدین رحمت اللہ علیہ کے مرید بھی تھے، اپنے پیرو مرشد حضرت جمال الدین کا استقبال کیا۔ جب یہ استقبال کی تیاریوں میں مصروف تھے تو حضرت شیخ طوسی رحمت اللہ علیہ نے

مولانا حسام الدین سے کہا کہ آپ شیخ جمال الدین سے کہہ دیں کہ میں حج کے لئے جا رہا ہوں۔ حضرت شیخ جمال الدین نے آتے ہی مولانا حسام الدین سے دریافت فرمایا کہ ہمارا سفید ہاتھی یعنی ابوبکر طوسی کس حال میں ہے! مولانا نے عرض کیا کہ حضرت وہ حج کے لئے جا رہے ہیں۔اتنی بات سننے کے بعد شیخ نے مولانا حسام الدین کو اسی وقت روانہ کیا اور کہا کہ آپ چلیں ہم آپ کے پیچھے آرہے ہیں اور یہ رباعی شیخ طوسی کے نام لکھ کر دی۔

بر پائے تر اسرم نثار اولی تراست　　　یک سر چہ بود بلکہ ہزار اولی تر

در غار وطن ساز جو بو بکر از آنکہ　　　بو بکر محمدی بہ غار روئے تر۔

میرا سر اگر آپ کے پاؤں پر قربان ہو جائے تو بہت اچھا ہو۔ایک سر کیا بلکہ ہزار سر بھی قربان ہو جائے تو بہت بہتر ہے۔حضرت ابوبکر کی طرح غار کو وطن بنائے کیونکہ نبی علیہ السلام کے رفیق حضرت ابوبکر کے مانند ہمارے لئے غار ہی بہتر ہے۔کتاب اخیار الاخیار صفحہ ۱۶۶۔

منقول ہے کہ حضرت شیخ حسام الدین رحمت اللہ علیہ خانہ کعبہ کی زیارت کرنے کے بعد دہلی آکر اپنے شیخ حضرت خواجہ نظام الدین اورلیاء رحمت اللہ علیہ سے ملاقات کی۔خواجہ نظام الدین اولیاء رحمت اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو شخص خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے جائے وتو وہ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت جداگانہ نیت کرے۔خانہ کعبہ کی زیارت کے ضمن میں روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کرے۔اپنے شیخ کی یہ بات سنتے ہی شیخ حسام الدین رحمت اللہ علیہ فوراً روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی نیت سے مدینہ منورہ کے لئے واپس لوٹ گئے۔

کتاب اخیار الاخیار صفحہ ۱۹۶۔

حضرت شیخ نور الحق والدین رحمت اللہ علیہ آپ شیخ نور قطب عالم کے نام سے مشہور ہیں اور حضرت

شیخ علاؤالحق کے بیٹے مرید اور خلیفہ تھے۔ منقول ہے کہ آپ اپنے والد محترم کی خانقاہ کے جملہ درویشوں اور فقیروں کی خدمت کرتے اور اپنے ہاتھ سے ان کے کپڑے دھویا کرتے تھے اور ان کی ضروریات کے لئے پانی گرم کر کے دیا کرتے تھے۔ ابتداء میں آپ کے سپرد پانی کا انتظام تھا۔ اتفاق سے ایک دن آپ پانی کے انتظام میں مصروف تھے کہ اچانک ایک فقیر کے پیٹ میں درد ہوا اور وہ سیدھا آب خانہ میں گھس آیا اور اسے اتنا بڑا دست آیا کہ جس سے نور حق کے تمام کپڑے خراب ہو گئے۔ اتفاقاً اسی وقت آپ کے والد بزرگوار حضرت شیخ علاؤالحق رحمت اللہ علیہ بھی وہاں سے گزرے تو اپنے فرزند نورالحق کو اس حالت میں دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ شیخ حسام الدین مانکپوری کے ملفوظات رفیق العارفین میں لکھا ہے کہ شیخ نورالحق نے متواتر آٹھ برس اپنے شیخ کے گھر کی لکڑیاں چیریں ہیں اور چار برس تک لبریز اور بھرے ہوئے گھڑوں کو اپنی گردن پر اٹھا اٹھا کر ان عورتوں کو باہر لا کر دیا کرتے تھے۔

آپ اپنے ملفوظات میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ایک روز ایک آدمی نے شیخ علاؤالدین کو ہر قسم کی گالیاں دیں۔ اس کی تمام گالیاں سنتے رہے اور شیخ کے چہرے پر کوئی تبدیلیاں نہ آئی۔ اس گالی دینے والے نے آخر میں کہا، بیا دزد خدا، (آرے خدا کے چور) تو شیخ نے کھڑے ہو کر اس کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ ہم خدا کے ساتھ ہیں اور خدا ہمارے ساتھ ہے، اتنا فرمانے کے بعد شیخ بیٹھ گئے اور اس کو بھی بیٹھنے کو فرمایا۔ تو اس نے کہا کہ یہ زمین حرام ہے۔ پھر آپ نے خادم سے کھانا لانے کو کہا۔ چنانچہ دسترخوان بچھایا گیا۔ اور اس سے کھانا کھانے کو کہا گیا۔ تو اس نے کہا کہ یہ مینڈک کا گوشت ہے میں نہیں کھاتا آخر کار شیخ نے اُسے ایک تنگہ روپیہ دی وہ لے کر چلا گیا۔ اس کے چلے جانے کے بعد شیخ نے لوگوں سے فرمایا کہ دیکھا فقیر نے کتنا شور کیا۔ نیز فرماتے ہیں کہ ایک آدمی خانہ کعبہ کی

زیارت و دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے واپس شیخ کے یہاں آیا اور کہنے لگا کہ حضرت آپ سے میری ملاقات باب السلام میں ہوئی تھی۔اس پر شیخ نے فرمایا کہ سب لوگ جانتے ہیں کہ میں نے آج تک گھر سے باہر قدم تک نہیں رکھا۔اس لئے مجھ سے ملاقات کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، البتہ بعض لوگ ایک دوسرے کے ہم شکل و ہم صورت ہوتے ہیں۔اس لئے ہوسکتا ہے کہ آپ نے میری ہم شکل کسی اور آدمی سے ملاقات کی ہو۔اس نے کہا کہ حضرت بھلا ایسا ہوسکتا ہے میں نے آپ کو خانہ کعبہ میں بھی دیکھا ہے آخر کار شیخ نے اُسے کچھ دے کر رخصت کیا اور فرمایا کہ یہ واقعہ کو کسی سے نقل نہ کرنا۔

کتاب اخبار الاخیار صفحہ ۳۳۰۔۳۳۱۔

حضرت شیخ وہاب کہتے ہیں کہ ہمارے پیرو مرشد فرماتے تھے کہ حلال مال کبھی برباد نہیں ہوتا اور اگر گم ہو جائے تو مل جاتا ہے۔اپنا ایک واقعہ مثال کے طور پر ذکر کرتے تھے۔کہ ایک مرتبہ ہم لوگ سمندر میں کشتی پر سوار تھے کہ اچانک ایک سخت طوفان آیا۔جس کی وجہ سے ہماری کشتی ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔ہم میں سے کئی اشخاص ایک ایک تختہ کے سہارے ساحل پر پہنچے۔ہمارے ساتھ جو کتابیں تھیں بلکل بھیگ گئی تھی اور چونکہ ہم پیدل سفر کرنے والے تھے۔اس لئے ہم نے ان کتابوں کو وہیں سرزمین عرب میں دفن کر کے ان پر ایک علامت رکھ دی۔اور ہم لوگ مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہو گئے۔راستہ میں ہم کو سخت پیاس لگی۔جیسا کہ مشہور ہے کہ سرزمین عرب میں پانی کا قحط ہے۔اب وہ منظر ہمارے سامنے آ گیا۔ساتھیوں نے کہا کہ اب دعاء کا وقت ہے، میں نے کہا میں دعاء کرتا ہوں آپ لوگ آمین کہیں۔چنانچہ دعاء کی برکت سے اتنی بارش ہوئی کہ ہم لوگ خوب سیراب ہوئے۔اور اپنے اپنے مشکیزہ بھر لئے۔چند دنوں کے بعد ہم لوگ مکہ معظمہ پہنچ گئے۔خانہ کعبہ کا طواف وعمرہ

کیا۔ اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی۔ اسی اثنا میں چند دیہاتی عربوں نے ہمارے پاس آکر کہا۔ ہمارے پاس چند کتابیں ہیں اگر آپ چاہیں تو مول لے سکتے ہیں۔ چنانچہ ہم نے دیکھا کہ وہ ہماری ہی کتابیں تھیں جو ہم نے دفن کر کے آئے تھے۔ کتاب اخیار الاخیار صفحہ ۵۳۲۔

حضرت شیخ علی بن حسام الدین رحمت اللہ علیہ کی ایک کرامت یہ ہے کہ آپ کی وفات کے بارہ چودہ سال کے بعد آپ کے بھتیجے کے ایک بیٹے سیدی احمد کا انتقال ہوا۔ چنانچہ مکہ معظمہ کے رسم وروح کے مطابق لوگوں نے کہا کہ سیدی احمد کو کسی ولی و بزرگ کی قبر میں رکھا جائے۔ جس طرح امام عبداللہ یافعی کو حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر میں رکھا گیا تھا۔ چنانچہ ان کی میت کو شیخ علی رحمت اللہ علیہ کی قبر میں رکھنے کی تجویز منظور کی گئی۔ جب حضرت شیخ علی رحمت اللہ علیہ کی قبر کھودی گئی تو دیکھا کہ آپ کا جسم آپ کے کفن میں جوں کا توں اپنی اصلی خشک حالت میں موجود ہے۔ حالانکہ مکہ معظمہ کی زمین کی یہ حالت ہے کہ تین چار ماہ کی قلیل مدت میں میت بلکل مٹی ہو جاتی ہے اور اس کے جسم کا کوئی اثر نظر نہیں آتا ہے۔ کتاب اخیار الاخیار صفحہ ۴۳۸۔

حضرت شیخ مظفر بن شمس الدین بلخی رحمت اللہ علیہ ایک دن حضرت شیخ شرف الدین یحیٰی منیری رحمت اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص منہاج الدین بھی آ گیا اور فرضیت حج کے متعلق گفتگو شروع کی۔ اس نے اشارہ حضرت شیخ سرف الدین یحیٰی منیری پر طنز کرتے ہوئے کہا کہ حج تمام مسلمانوں پر فرض ہے اور ذرا اپنے حاجی ہونے پر فخر کا اظہار کیا۔ لیکن حضرت شیخ شرف الدین نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی اور کھڑے ہو گئے۔ حضرت شیخ مظفر کو ان گستاخانہ کلمات سے غصہ لگا اور شیخ منہاج الدین سے بحث شروع کر دی۔ رفتہ رفتہ یہ بات یہاں تک پہنچی کہ حضرت شیخ مظفر نے اُسے اپنی آستین کے اندر خانہ کعبہ کا مشاہدہ کرا دیا۔ جس سے وہ خاموش ہو گیا۔

کتاب اخبار الاخیار صفحہ ۱۰۲۷۔

حضرت شجاع کرمانی رحمت اللہ علیہ مسجد میں بیٹھے تھے۔ایک فقیر دو من روٹی کی بھیک مانگ رہا تھا۔ (اس زمانے میں ایک من قریب ڈھائی سیر ہوتا تھا) لیکن اس فقیر کو کسی نے کچھ نہ دیا۔حضرت شاہ شجاع کرمانی رحمت اللہ علیہ نے فرمایا کون ہے جو میرے پچاس حج کو دو من روٹی کے عوض خریدتا ہے اور وہ روٹی اس فقیر کو دیتا ہے۔درحقیقت وہی ہمت کا بادشاہ ہے اور بھی شاہ شجاع کرمانی فرماتے تھے کہ عاشق مردہ ہوکر آئے اور اسی وجہ سے وصال کو پہنچے۔کتاب مرآۃ الاسرار صفحہ ۳۴۰۔

حضرت ابو حازم مدنی رحمت اللہ فرماتے ہیں کہ میں ان کی خدمت میں گیا وہ بزرگ سوئے ہوئے تھے۔چنانچہ میں انتظار میں بیٹھ گیا۔جب وہ بیدار ہوئے تو فرمایا کہ میں نے خواب میں اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے لئے پیغام دیا ہے کہ ماں کے حق کی حفاظت کرنا حج کرنے سے بہتر ہے اور تم لوٹ جاؤ ماں کو خوش رکھو میں واپس آ گیا اور مکہ مکرمہ حاضر ہوا۔اور میں ان سے زیادہ ان سے اور اقوال نہ سنا۔

کتاب کشف المحجوب صفحہ ۱۴۴۔

حضرت محمد ابن الفضل رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس شخص پر تعجب کرتا ہوں جو دنیا میں اس کے گھر کو تلاش کرتا ہے اور وہ اپنے دل کے اندر اس کے مشاہدے کی خواہش کیوں نہیں کرتا۔گھر کی طلب میں ممکن ہے کہ وہ گھر کو پا جائے اور ممکن ہے گھر کو وہ نہ پا سکے۔حالانکہ مشاہدے کی طلب تو ہر حال میں رہنی چاہئے۔اگر اس پتھر کی عمارت کی زیارت جس پر سال میں ایک مرتبہ نظر پڑتی ہے تو فرض کر دی گئی ہے۔تو وہ دل جس پر ہر شبانہ روز تین سو ساٹھ مرتبہ نظر پڑتی ہے تو اس کی زیارت بدرجہ اولیٰ کرنی چاہئے۔بایں ہمہ محققین کے نزدیک مکہ مکرمہ کے راستے میں ہر قدم میں نیکی ہے

اور جب وہ حرم میں داخل ہوتا ہے تو ہر قدم کے عوض وہ ایک خلقت پاتا ہے۔
کتاب کشف المحجوب صفحہ ۲۷۴۔

ہوٹل عزیزیہ مکہ شریف

اے گردشِ دوران تو بتا آج کدھر ہے
وحدت کے ہی جلوے میرے پیش نظر ہے

کعبہ کا کروں طواف یا کعبہ کے مکیں کا
دل تو ہی بتا آج ذرا کس کے ادھر ہے

اب ہوش میں آجاؤ قدم سوچ کر رکھنا
ایک لمحہ خطاؤں کی سزا پوری عمر ہے

اے خاک حرم تجھ میں وہ پوشیدہ ہیں جلوے
اس خاک پہ اللہ کے دلبر کی نظر ہے

یہ خاک وہی خاک ہے جس خاک پہ آقا
ہجرت کئے مکہ سے مدینہ کا سفر ہے

کعبہ کی تجلی ہے یا سرکار کے جلوے
زائرین کعبہ پر رحمت عالم کی نگر ہے

سرکار مدینہ کا کرم جس جا بھی ہوا ہے
سجدے میں گرا جن ہو یا انسان کا سر ہے

ہر عاصی امت کو جہنم سے بچالیں
یہ رحمتِ عالم کی رحمت کا اثر ہے

دل شاد سے ناشاد ہے مظہر کیوں تمہارا
اٹھ باندھ کمر آج سے طیبہ کا سفر ہے

حضرت مخدوم اشرف جہانگیر رحمت اللہ علیہ لطائف اشرفی میں فرماتے ہیں کہ حضرت سری سقطی رحمت اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ان کو ایک رات قلق و اضطراب نیند نہیں آئی اور نماز تہجد نہ پڑھ سکے نماز صبح کے بعد مکان سے نکلے اور جس جس مقام پر اضطراب دور ہونے کی امید تھی گئے لیکن تسکین خاطر نہ ہوئی۔ ایک بیمارستان میں پہنچے تو دل کھل گیا اور قلق جاتا رہا۔ وہاں ایک کنیزک کو دیکھا جو بہت خوبصورت تھی اور لباس فاخرہ پہنے ہوئی تھی لیکن اس کے ہاتھ پاؤں زنجیروں سے بندھے تھے۔ حضرت سری سقطی رحمت اللہ علیہ کو دیکھ کر رونے لگی اور چند اشعار پڑھی۔ آپ نے شفا خانہ کے مالک سے اس کنیزک کا حال پوچھا تو اس نے کہا کہ یہ لونڈی دیوانی ہوگئی ہے اور اس کے خواجہ نے بہ امید اصلاح قید کرادیا ہے۔ یہ گفتگو سن کر اس کنیزک نے نے چند عربی اشعار پڑھی۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اے گروہ مردماں میں مجنوں نہیں ہوں۔ میں مست ہوں اور میرا دل ہوشیار ہے تم نے میرے ہاتھ باندھے ہیں حالانکہ میں نے سوائے محبت کے کوئی گناہ نہیں کیا ہے۔ میں اپنے معشوق کی الفت میں گرفتار ہوں اور اس کے دروازہ سے اٹھنا نہیں چاہتی، پس تم میرے لئے جو اصلاح سمجھتے ہو وہ سب فساد ہے اور جو برائی سمجھتے ہو وہ نیکی ہے۔ حضرت سری سقطی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ اشعار سن کر میرا دل جلا اور میں رونے لگا۔ مجھ کو روتا دیکھ کر وہ بولی کہ اے سری سقطی یہ گریہ تو اس کی صفت پر ہے، اگر اس کو دیکھو جو دیکھنے کا حق ہے تو تمہارا کیا حال ہوگا۔ میں نے سن کر بیخود ہوگیا اور کہا کہ اے کنیزک اس نے جواب دیا لبیک یا سری سقطی۔ میں نے کہا کہ تو نے مجھے کیسے پہچانا۔ وہ بولی کہ میرا دوست وہ ہے جس نے مجھے نعمتیں دی ہیں۔ جو سب دلوں کے قریب ہے اور سب سائلوں کی التجا قبول کرتا ہے۔ میں نے کہا مجھ کو کس نے قید کرایا ہے تو بولی حاسدوں نے باہم یاری کر کے مجھ کو قید کرایا ہے۔ اس کے بعد اس نے ایک چیخ ماری اور گر پڑی۔ میں نے

سمجھا اس کی زندگی پوری ہوگئی۔لیکن ایک ساعت کے بعد وہ ہوش میں آئی۔اور چند اشعار مناسب حال پڑھی۔میں نے صاحب بیمارستان سے کہا کہ اس کو چھوڑ دو میری خاطر سے اس نے رہا کردیا۔تب میں نے لونڈی سے کہا کہ تیرا جہاں جی چاہے چلی جاوہ بولی کے اے سری سقطی میں کہاں جاؤں جو میرے دل کا حبیب ہے اس نے مجھے ایک بندہ کا مملوک بنایا ہے میرا مالک راضی ہوتو میں کہیں جاسکتی ہوں۔ورنہ صبر کروں گی ۔میں نے کہا واللہ یہ کنیزک مجھ سے زیادہ عقلمند ہے ناگاہ اس کا خواجہ وہاں آ گیا مجھکو سلام کیا اور میری بہت تعظیم کی۔میں نے اس سے کہا کہ یہ کنیزک مجھ سے زیادہ تعظیم کی مستحق ہے،تم نے اس کو کیوں قید،اس نے کہا کہ یہ مجنوں ہوگئی ہے نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے نہ سوتی ہے نہ ہم لوگوں کو سونے دیتی ہے،یہ ہماری تمام پونجی ہے،میں نے اس کو بیس ہزار درہم میں خرید کیا ہے اور امید تھی کہ اس سے بہت نفع ہوگا۔کیونکہ یہ لونڈی مطربہ ہے مگر ایک سال کا عرصہ ہوا یہ عود بجا کر گاتی تھی۔گاتے گاتے اس نے عود کو توڑ ڈالا اور رونے لگی۔اس وقت سے برابر جنوں کی عالم ہے،یہ قصہ سن کر میں نے کنیزک کے خواجہ سے کہا اس لونڈی کو آزاد کریں اور اس کی قیمت میرے ذمہ ہے،اس نے کہا تم مرد درویش ہو اس کی قیمت کیونکر ادا کرسکتے ہو۔میں نے کہا عجلت نہ کرو میں ادا کرونگا۔اور میں وہاں سے گذرتا ہوا چلا آیا۔خدا کی قسم میرے پاس ایک درہم بھی نہ تھا۔تمام رات پریشان رہا اور خدا کی بارگاہ میں عاجزی کرتا رہا کہ اے میرے پروردگار میرا ظاہر و باطن سب آپ کو معلوم ہے آپ کے فضل پر بھروسہ کرکے زبان دی ہے مجھ کو رسوا نہ کیجئے۔ ناگاہ ایک شخص نے دروازہ کھٹکھٹادیا۔میں نے کھول کر دیکھا کہ ایک مرد چار غلام کے ساتھ حاضر ہیں اس نے کہا میں احمد بن مثنیٰ ہوں۔میں نے خواب میں دیکھا کہ ہاتف کہتا ہے کہ پانچ توڑے اٹھا کر سری سقطی کے پاس لے جا تاکہ وہ تحفہ خرید کرے،کیونکہ اس کے حال پر ہماری عنایت ہے

، یہ سن کر میں نے سجدے کا شکر ادا کیا اور صبح ہوتے ہی شفا خانہ آیا۔ مجھ کو دیکھتے ہی شفا خانہ کے مالک نے کہا آپ خوب آئے۔ رات میں مجھے ہاتف نے آواز دی کہ حق کے نزدیک تحفہ کی بڑی عزت ہے۔ جب کنیزک نے ہم لوگوں کو دیکھا تو آنکھوں میں آنسو بھر لائی اور خدا سے مناجات کرنے لگی۔ آپ نے مجھے حق میں مشہور کرا دیا۔ اتنے میں تحفہ کا مالک روتا ہوا آیا میں نے اس سے کہا کہ تو مت رو۔ میں اس لونڈی کو قیمت مع پانچ ہزار منافع کے لایا ہوں۔ اس نے کہا واللہ قبول نہیں۔ میں نے کہا دس ہزار منافع کے دیتا ہوں۔ اس نے کہا واللہ اگر تمام دنیا بھی دو تو بھی قبول نہ کروں گا۔ مگر وہ خالصاً آزاد ہے، میں نے کہا کہ یہ قصہ کیا ہے تو وہ بولا کہ مجھ کو رات تنبیہ کی گئی ہے اور میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنا سب مال چھوڑا اور خدا کی طرف آیا۔ تب میں نے ابن مثنیٰ کی طرف رخ کر کے کہا دیکھا تو وہ بھی رو رہے ہیں۔ میں نے ان سے رونے کا سبب پوچھا تو بولے کہ خداوند تعالیٰ مجھ سے راضی نہیں ہے جو میری نذر قبول نہ کر سکا۔ آپ گواہ رہئے کہ میں اپنا سب مال خالصاً اللہ صدقہ کرتا ہوں۔ میں نے کہا کہ تحفہ کیسی بابرکت ہے جس نے اتنے آدمیوں کا تغیر احوال ہوا۔ اس کے بعد متحفہ کھڑی ہو گئی۔ اپنے کپڑے اُتارے اور گدری پہن کر روتی روتی باہر نکلی میں نے کہا کہ خدا نے تجھ کو بدھائی دی۔ اب تو کیوں روتی ہے بولی میں اس سے اسی کی طرف طرف بھاگتی ہوں۔ ہم جب باہر نکلے تو متحفہ پھر نظر نہ آئی اور شہر میں اس کا کہیں پتہ نہ تھا۔ اس کے بعد ابن مثنیٰ میں اور تحفہ کا مالک زیارت کعبہ کے لئے روانہ ہوئے۔ راستے میں ابن مثنیٰ کا انتقال ہو گیا۔ میں اور تحفہ کا مالک مکہ مکرمہ پہنچے۔ جب ہم طواف کعبہ کر رہے تھے تو ایک دردناک آواز سنی۔ جس سے میرے دل پر بہت اثر پڑا میں آواز کے قریب گیا۔ اس نے کہا اے سری سقطی میں نے کہا لبیک تو کون ہے اللہ تعالیٰ تجھ پہ رحمت کرے۔ جواب دیا لا اللہ الا اللہ تب میں نے پہچانا کہ متحفہ ہے۔

وپ لاغری میں مثل خیال کے ہوگئی تھی۔ میں نے کہا اے تحفہ خلق سے تنہائی اختیار کر کے تو نے کیا فائدہ پایا۔ اس نے جواب دیا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھ کو اپنا قرب عطا کیا اور اپنے غیر سے وحشت عطا کی میں نے کہا کہ ابن مثنیٰ راستے میں انتقال کر گیا ''بولی'' اللہ تعالیٰ نے اس پر رحم کیا اور اس کو اتنی کرامتیں عنایت کی کہ کسی آنکھ نے نہیں دیکھیں اور وہ وحشت میں میرا ہمسایہ ہے۔ میں نے کہا تیرا قدیم مالک بھی میرے ساتھ آیا ہے۔ اس نے چپ کے سے کچھ دعاء مانگی اور وہیں گر کر انتقال کر گئی۔ ان اللہ وان علیہ راجعون حضرت شیخ شرف الدین بوعلی شاہ رحمت اللہ علیہ کی بارگاہ میں ایک مولوی گئے اور عرض کیا حضور میں حج کرنے جا رہا ہوں۔ حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمت اللہ علیہ نے پوچھا مولوی صاحب اسلام میں کتنے ارکان ہیں۔ حضور پانچ ارکان ہیں۔ پھر حضرت نے کہا چھٹا ارکان بھی ہے کیا۔ نہیں حضور مذہب اسلام میں صرف پانچ ہی ارکان ہیں اچھا کہاں جا رہے ہیں حج کو جا رہا ہوں ٹھیک ہے جائیے۔ مولوی صاحب بارہ سال خانہ کعبہ میں عبادت وریاضت میں گذر بسر کرنے کے بعد جب کشتی سے دریا پار کر رہے تھے گھر واپس آنے کے لئے وکشتی دریا میں ڈوب گئی۔ مولوی صاحب کسی طرح کنارے لگے ان کا سامان اور زاد راہ سب دریا میں غرق ہو گیا اور حالت بھی غیر تھی چلنے کی طاقت نہ تھی دریا کے کنارے بغیر کھائے پیئے بھوکے پڑے تھے کہ اسی درمیان میں ایک آواز ملی کہ کون ہے جو روٹی اور کباب خریدے گا۔ مولوی صاحب نے اسے آواز دیکر قریب بلایا اور کہا بھائی مجھے روٹی اور کباب کھلاؤ۔ میں کئی روز کا بھوکا ہوں حج کر کے خانہ کعبہ سے آ رہا تھا کہ میری کشتی ڈوب گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ میں کسی طرح سے کنارے لگا ہوں مجھ پہ رحم کریں اور کھلائیں۔ کباب اور روٹی بیچنے والے شخص نے کہا بھائی میری یہی کمائی ہے میں دن بھر مزدوری کرتا ہوں اور شام کو گھر جا کر اپنے بال بچوں کی پرورش کرتا

ہوں ۔ بھلا روٹی اور کباب آپ کو کھلا دوں تو میرے بال بچے بھوکے رہیں گے۔ مولوی صاحب بھائی میں مجبور ہوں رحم کرو۔ کباب بیچنے والے نے کہا بھائی آپ بھی تو خانہ کعبہ میں آخرت کی کمائی ہی کرنے گئے تھے اور میں بھی دنیا کی کمائی کے لئے نکلا ہوں جب تک آپ درہم نہ دینگے میں آپ کو روٹی اور کباب نہیں دے سکتا ہوں ۔ اتنا کہکر کباب کا بیچنے والا وہاں سے چلدیا۔ بحالت مجبوری میں مولوی صاحب نے پھر آواز دی بھائی کباب بیچنے والے یہاں آؤ اور اپنی تمام مجبوریاں بیان کرنے لگے کباب بیچنے والے نے کہا اگر آپ کے پاس درہم نہیں ہے تو آپ نے جو بارہ سال خانہ کعبہ میں کمائی کی ہے وہی مجھ کو دے دیجئے میں آپ کو روٹی اور کباب سب دیے دوں گا۔ مرتا کیا نہ کرتا۔ مولوی صاحب ہاں بھائی میں نے آپ کو کعبہ مکرمہ کی کمائی دیتا ہوں ۔ روٹی کے بیچنے والے نے کہا ایسے نہیں بلکہ یہ کاغذ اور قلم لیجئے اور اس پہ لکھئے کہ ہم نے خانہ کعبہ میں بارہ سال رہ کر جو ارکان ادا کئے ہیں روٹی اور کباب کے عوض فروخت کرتا ہوں اور اپنا دستخط بھی کر دیجئے ۔ مولوی صاحب نے لکھکر دے دیا کباب بیچنے والے نے روٹی اور کباب کی ٹوکری ان کو دے کر چل دیا۔ مولوی صاحب اپنے گھر واپس آئے ۔ اور روداد صفر حج سب کو سناتے رہے کچھ دنوں کے بعد مولوی صاحب حضرت ابوعلی شاہ قلندر رحمت اللہ علیہ کی زیارت کے لئے گئے اور اپنے بارہ سال کی عبادت اور ریاضت کا تذکرہ کرنے لگے دوران گفتگو میں حضرت نے پوچھا مولوی صاحب مذہب اسلام میں کتنے ارکان ہیں۔ حضور پانچ ارکان ہیں۔ حضرت نے کہا چھٹہ ارکان بھی ہے۔ نہیں حضور چھٹہ ارکان کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمت اللہ علیہ نے اپنی جیب سے وہ تحریری کاغذ نکال کر مولوی صاحب کو دیا جس میں بارہ سال کی عبادت کعبہ معظمہ کی تھی روٹی اور کباب کے عوض فروخت کیا تھا۔ مولوی صاحب اپنا تحریر کردہ کاغذ دیکھ کر شرمندہ ہوئے۔

حضور سید شاہ محمد علی حسین اشرفی میاں رحمت اللہ علیہ کچھوچھہ مقدس آخری اور چوتھا حج ۱۳۵۴ھ میں کیا جب حج کے ارادے سے اپنے در دولت سے روانہ ہونے والے تھے۔ عین اسی وقت راقم الحروف کے پیرومرشد حضور اشرف الاولیاء سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی رحمت اللہ علیہ اپنے شفیق دادا حضور سید شاہ محمد علی حسین اشرفی میاں رحمت اللہ علیہ کی جدائی دیکھ کر ان کے قدم ناز سے لپٹ کر زاروقطار رونے لگے۔ دادا حضور ہم بھی آپ کے ساتھ صفر حج کے لئے جائیں گے۔ اس وقت حضور اشرف الاولیاء رحمت اللہ علیہ کی عمر شریف تقریباً آٹھ سال کی تھی۔ حضور اشرفی میاں رحمت اللہ علیہ نے شفقت سے سر پہ ہاتھ رکھا تسلی دی اور بہت ساری دعاؤں سے نوازہ، مگر حضور اشرف الاولیاء اپنی ضد پہ آمادہ رہے ہم بھی آپ کے ساتھ جائیں گے۔ حضور اشرفی میاں رحمت اللہ علیہ تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو گئے اور فرماتے ہیں بابو مجتبیٰ اشرف میرا یہ آخری حج ہے اور تم چھ دفع مکہ مکرمہ سے مدینہ شریف اور مدینہ شریف مکہ مکرمہ جاؤ گے۔ صبر سے رہئے اور مجھے خوشی خوشی جانے دیجئے۔ اور آپ تسلسل کے ساتھ ذکر پاس انفاس کرتے رہئے۔ حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمت اللہ علیہ تسلی دیکر حج کے لئے روانہ ہوئے۔

جب حضور اشرف الاولیاء ۱۹۵۲ء میں اپنے والد گرامی حضور سید شاہ مولانا مصطفیٰ اشرف اشرفی الجیلانی رحمت اللہ علیہ کے ہمراہ بمبئی کے لئے روانہ ہوئے۔ حضور مصطفیٰ میاں رحمت اللہ علیہ کے ایک مرید خاص جو گجرات کے رہنے والے تھے ان کے ساتھ حضور مصطفیٰ میاں رحمت اللہ علیہ کو حج کے لئے بمبئی سے پانی والی جہاز سے روانہ ہونے والے تھے اس وقت رئیس گجرات نے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے حضور اشرف الاولیاء سے کہنے لگے کہ آپ بھی صفر حج کے لئے چلتے تو بہت ہی بہتر ہوتا۔ حضور اشرف الاولیاء خاموشی سے رئیس گجرات کی بات سنتے رہے اور کوئی جواب

نہ دیا۔ رئیس گجرات حضور مصطفیٰ میاں رحمت اللہ علیہ کی طرف مخاطب ہو کر عاجزی کرنے لگے۔ رئیس گجرات کی انکساری دیکھ کر حضور مصطفیٰ میاں رحمت اللہ علیہ نے حضور اشرف الاولیاء کو چلنے کی اجازت دی۔ والد محترم کے کہنے پر حضور اشرف الاولیاء بھی راضی ہو گئے۔ رئیس گجرات حضور مصطفیٰ میاں رحمت اللہ علیہ اور حضور اشرف الاولیاء کو ساتھ لے کر پانی والی جہاز میں سوار ہوئے اور مناسب جگہ پر تشریف فرماں ہوئے۔ رئیس گجرات کا خادم اپنے سر پر سامان رکھ کر جب پانی والی جہاز پر سوار ہو رہا تھا کہ اچانک ایک ٹھیس پیر میں لگی اور سر کے اوپر رکھی اٹیچی فصل کر پانی میں جا گری اور ایک زوردار آواز ہوئی۔ اٹیچی گر گئی نکالو نکالو۔ انتھک کوشش کے بعد اٹیچی پانی سے نہیں نکل سکی اٹیچی کے ڈوبنے کی خبر جب رئیس گجرات کو ملی تو شدید روتا پیٹتا ہوا اپنے پیرومرشد کی بارگاہ میں پہنچا اور فریاد کرنے لگا۔ حضور میں لٹ گیا۔ زادراہ کے لئے جو رقم رکھی تھی وہ رقم اٹیچی میں ہی تھی اور وہ اٹیچی سمندر میں غرق آب ہو گئی۔ ہائے اب کیا کروں۔ حضور مصطفیٰ میاں رحمت اللہ علیہ نے صبر کی تلقین کی اور فرمایا اللہ تعالیٰ کی مرضی یہی تھی اس لئے بندہ کے لئے ضروری ہے کہ ہر حال میں اپنے رب کا شکر گذار بندہ بنے اور آپ صبر کریں۔ رو پیٹ کر رئیس گجرات خاموش ہو گئے اور اپنے سفر پہ آمادہ رہے۔ کئی ہفتوں کے بعد پانی والی جہاز جدہ بندرگاہ پہنچی تمام زائرین حرم جہاز سے اوتر کر جدہ کی مقدس زمین پر کھلی ہوا میں اپنا بستر لگا کر آرام فرمانے لگے۔ مسلسل جہاز میں رہنے کی وجہ کر نقاہت ہونے لگا تھا۔ کچھ حضرات جدہ کی مقدس فضا میں سمندر کی لہروں کا دلکش نظارہ دیکھ رہے تھے۔ رئیس گجرات کی خواہش پر حضور اشرف الاولیاء تفریح کے لئے سمندر کے کنارے ٹھنڈی فضا اور طلاطم کو دیکھتے ہوئے قدم مبارک کو آگے بڑھا رہے تھے۔ رئیس گجرات نے کہا حضرت آپ کچھ دیر یہاں قیام رکھیں مجھے بیت الخلا کی حاجت محسوس ہو رہی ہے، اتنا کہکر رئیس گجرات رفع حاجت

کے لئے سنسان جگہ کی تلاش میں آگے بڑھ گئے۔ جب بیت الخلا سے فارغ ہوکر سمندر کے پانی سے پاکی حاصل کررہے تھے تو اچانک ان کی نگاہ سمندر کے ہچکولے میں ان کو ایک اٹیچی اوب ڈوب کرتی نظر آئی۔ ذہن وفکر میں ایک حرارت پیدا ہوئی اور آگے پیچھے بغیر سوچے سمجھے سمندر میں چھلانگ لگادی۔ تیرتے ہوئے کسی طرح سے اپنی اٹیچی کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے اب ان کی مسرتوں کا عالم یہ تھا کہ جھومتے ہوئے اپنی اٹیچی سر پر رکھے ہوئے حضرت اشرف الاولیاء کے قریب آئے اور فرط مسرت سے کہنے لگے حضور دیکھئے یہی اٹیچی ہے جو سرزمین بمبئی بندرگاہ میں سمندر میں گر گئی تھی اور سمندر کی لہروں میں ہچکولے کھارہی تھی۔ میں نے سمندر میں چھلانگ لگادی اور اپنی اٹیچی نکال لایا ہوں۔ حضور اشرف الاولیاء اور رئیس گجرات جب حضور مصطفیٰ میاں رحمت اللہ علیہ کے قریب آئے اور اپنی کامیابی کی مسرتوں کا اظہار کررہے تھے تو حضور مصطفیٰ میاں رحمت اللہ علیہ نے رئیس گجرات کو مخاطب کرکے فرمایا اللہ تعالیٰ کا لاکھ شکر ہے کہ آپ کی اٹیچی جو بمبئی بندرگاہ میں سمندر میں گر گئی تھی مل گئی۔ مگر آپ بھینگ کیسے گئے۔ رئیس گجرات نے کہا حضور سمندر کی لہر میں اٹیچی غوطہ کھارہی تھی میں نے سمندر میں چھلانگ لگادی اور اٹیچی کو پکڑ کر سمندر سے باہر آیا۔ حضرت مصطفیٰ میاں رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں رئیس گجرات تو کتنا بے صبر ہوگیا ہے کہ جب تمہاری اٹیچی بمبئی سے جدہ آسکتی ہے تو کیا کنارے پہ نہیں آسکتی تھی۔ تھوڑا اور صبر کرلیا ہوتا تو تمہارا نام بھی صابروں میں ہوجاتا۔ اور پھر تمہاری اٹیچی سمندر کے کنارے آکر تمہارا انتظار کرتی۔ حضور مصطفیٰ میاں رحمت اللہ علیہ حضور اشرف الاولیاء اور رئیس گجرات حج بیت اللہ کے ارکان سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کررہے تھے۔ اسی درمیان میں حضور اشرف الاولیاء رحمت اللہ علیہ مدینہ منورہ کی ایک گلی سے گذر رہے تھے ایک غیبی آواز نے آپ

کے بڑھتے ہوئے قدم کو روک دیا۔ سید مجتبیٰ اشرف الھند آپ کی نگاہیں منتظر تھیں کہ کس نے مجھے آواز دی ہے جب آواز دینے والے کی شناخت نہ ہو سکی تو پھر آگے قدم بڑھانے کا ارادہ فرمایا، پھر وہی غیبی آواز ملی، سید مجتبیٰ اشرف الھند آپ نگاہیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگے مگر پھر پہچان نہ ہو سکی۔ تھوڑی دیر خاموشی کے بعد پھر آواز ملتی ہے سید مجتبیٰ اشرف آپ کی نگاہیں دیوار سے ٹیک لگائے ہوئے ایک مجذوب بزرگ پر پڑی اور انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے قریب بلایا۔

حضور اشرف الاولیاء رحمت اللہ علیہ جب قریب پہنچے اور ان کے روئے زیبا کی زیارت کی۔ مجذوب بزرگ عربی زبان میں فرماتے ہیں سید مجتبیٰ اشرف ہندوستان سے مکہ مدینہ اور مکہ مدینہ سے ہندوستان چھ دفعہ آؤ گے اور جاؤ گے۔ حضور اشرف الاولیاء رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں مجذوب بزرگ کی بات سنتے ہی مجھے اپنے عہد طفلی کی وہ بات یاد آئی۔ جب میرے دادا حضور سید شاہ محمد علی حسین اشرفی میاں رحمت اللہ علیہ حج کے لئے روانہ ہونے والے تھے تو میری اضطرابی کیفیت کو دیکھ کر دادا حضور نے فرمایا تھا یہ میرا آخری حج ہے اور تم مجتبیٰ اشرف ہندوستان سے مکہ مدینہ اور مکہ مدینہ سے ہندوستان چھ بار جاؤ گے اور آؤ گے۔ یہ تھی حضور اعلیٰ حضرت سید شاہ محمد علی حسین اشرفی میاں رحمت اللہ علیہ کی روشن ضمیری جس کی گواہی مجذوب بزرگ نے مدینہ منورہ میں دی۔ خاک پائے اشرف الاولیاء۔

صوفی سعید مظہر اشرفی، شمبھو پٹی، حاجی پور، ویشالی بہار، الھند۔


तुम्हारी जात से मजहर का दिल♥ मनवर है
तुम्हारी जात पे सब कुछ निसार हो जाये